THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222254
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۹۱۵ ج ۳۲ Accession No. ۱۵۳۲۹

Author ب - م ‌ هورس بیزرقیک -

Title پیوین و شریا

This book should be returned on or before the date last marked below.

پروین و ثریا

بلجیم کے ادیبِ شہیر موریس میٹرلنک کی شہرۂ آفاق تمثیل

ایگلے وین اینڈ سیلے سٹ

کا شُستہ و رُفتہ ترجمہ

از

شاہد احمد دہلوی

و

فضل حق قریشی دہلوی

(ادریس المطابع چاوڑی بازار دہلی)

طبع اوّل

قیمت عہ

کتاب خانہ

عابد بلڈنگ حیدرآباد

کتب خانہ جامعۂ عثمانیہ
1952
Checked 1965

تقریب

۴

میٹرلنک نے اس ڈرامہ میں اپنی تمام تجزیاتی قوتوں کو بروئے کار لاکر ایک ایسے سلیس و جمیل پیرایہ میں جسے سہل الممتنع کہا جاسکتا ہے۔ اُس حسنِ پنہاں کو مادی آنکھوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ جو حیات کے اعماقِ قلب میں پوشیدہ ہے۔ لطیف کو الطف ذہنی کو سلیس اور موثر الفاظ میں بیان کرنے کے لئے میٹرلنک نے ایک ایسا ڈرامائی طرزِ نگارش ایجاد کیا ہے جو بیک وقت سلیس بھی ہے، لچکدار اور رُود رس بھی۔ میٹرلنک اپنے کرداروں سے ایسے الفاظ ادا کراتا ہے۔ جو اگرچہ اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے قائل کے مفہوم کو واضح طور پر تو ادا نہیں کرتے۔ مگر سامع کے ذہن کو یہ ضرور محسوس کرا دیتے ہیں کہ کہنے والے کا مطلب صرف یہی نہیں ہے بلکہ اس سے کچھ ماورا بھی ہے۔ شکستہ جملوں کا بار بار اعادہ کرایا جاتا ہے۔ تاکہ ناکمل طور پر ادا کی ہوئی کیفیاتِ قلبی کا اثر کسی قدر مکمل اور قوی تر ہوجائے۔ اور سامع کو اس بات کا یقین ہوجائے کہ قائل کے دل میں جذبات کا ایک طوفانِ عظیم برپا ہے جس کے اظہار کے لئے اُسے لفظ نہیں ملتے۔

یونانی زبان میں ڈرامے کے معنی عمل ([illegible]) کے ہیں اسی نظریہ کو مدِ نظر رکھ کر اب تک ڈرامے لکھے جاتے رہے ہیں۔ ڈرامے کا کوئی کردار ایسا نہیں جسے ہم حرکت کرتے ہوئے نہ دیکھتے ہوں۔ حرکت، عمل یا فعل ڈرامہ کا جزو لاینفک سمجھا جاتا رہا ہے، مگر میٹرلنک کا

نظریہ تمثیل اس یونانی خیال سے نہ صرف جُداگانہ ہے بلکہ ان دونوں میں سخت تضاد بھی ہے۔
میٹرلنک نے ڈرامہ کے اس "حرکتی یا عملی" جزو کو اس قدر کم اور خفیف کر دیا ہے۔ کہ وہ نفی کے مترادف ہو گیا ہے۔ یہ نظریہ غیر متنازعہ فیہ ہے کہ المیہ تمثیل کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حُزنیہ اثر اشخاصِ ڈرامہ کی مجہولیت (Passiveness) سے پیدا کیا جائے اس اصول کی مثالیں دنیا کے صرف بڑے بڑے تمثیل نگاروں کے ڈراموں میں ملتی ہیں۔ میٹرلنک نے "اُبگلے وین اینڈ سیلے ست" میں اس اصول کی اس حد تک پابندی کی ہے کہ ایک جدید ڈرامائی طرزِ نگارش ہی کی بنیاد پڑ گئی۔ میٹرلنک کے ڈراموں کا موضوع حسنِ فطرت اور اسکی شوخیاں عشق اور اسکی گرمیاں، روح اور اُس کی پاکیزگیاں اور بلندیاں یا نفس غیر شعوری کی کارفرمائیاں ہوتی ہیں۔ چونکہ موضوع نہایت لطیف و نازک ہے اُس کے کردار ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ بجائے اس دنیائے آب و گِل کے کسی سماوی فضا میں گردش کر رہے ہیں۔ اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ سماوی روحیں ہماری مقید روح سے سرگوشیاں کر رہی ہیں۔

"اُبگلے وین اینڈ سیلے ست" کا موضوعِ محبت اور رومان ہے۔ مگر نفسانی محبت اور پھر رومانیت نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ محبت کا محرک وہی جذبۂ جنسی ہے جو انسان اور حیوان میں یکساں طور پر کارفرما ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہی جذبہ انسان کو الوہیت کی اس منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ جہاں خالق و مخلوق کا سوال یکسر بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے ؂

سید ممتاز حسین دہلوی، بی۔ اے (آنرز)

افراد تمثیل

اختر

پروین

ثریا

نجمہ۔ (ثریا کی نانی)

زہرہ۔ (ثریا کی چھوٹی بہن)

پروین و ثریا

پہلا ایکٹ

محل کا ایک کمرہ، انجمہ کمرے کے آخری سرے پر ایک اونچی پشت کی کرسی پر محوِ خواب ہے،
اختر اور ثریا داخل ہوتے ہیں،

اختر:- میں تمہیں پروین کا خط سناتا ہوں "مجھ سے ملنے کیلئے باہر مت جانا...... بلکہ اسی کمرے میں میرے منتظر رہنا جہاں شام کا وقت گذارتے ہو...... اس طرح میں ایک اجنبی کی حیثیت سے تمہارے پاس نہیں آؤں گی...... میں یہ سطور تحریر کر رہی ہوں جبکہ اس کشتی کو چھوڑ چکی ہوں جس میں بیٹھ کر آئی تھی...... لیکن خشکی پر آجانے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ سڑکوں پر بارش کے باعث جل تھل ہو رہا ہے، اور غالباً سورج غروب بھی ہو چکا ہو گا قبل اس کے کہ میری نظریں اُس قدیم محل کی میناروں پر پڑیں، جہاں پیاری ثریا نے اپنی بیوہ بھاوج کو پناہ گزیں کیا تھا۔"

ثریا۔ (خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے) ارے! سورج غروب ہو رہا ہے...... دیکھو...... وہ یقیناً نزدیک آگئی ہو گی...... اچھا میں معلوم کرتی ہوں کہ......

اختر۔ (اشارہ کر کے ثریا کو بٹھا دیتا ہے اور پھر خط پڑھنا شروع کرتا ہے)۔ "اختر! میں نے تم کو صرف ایک بار دیکھا ہے اور وہ بھی ایسی حالت میں جبکہ میں اپنی شادی کی بدحواسی اور پریشانی میں بُری طرح مشغول تھی..... اُف! میری حرماں نصیب شادی! کس قدر افسوسناک امر ہے کہ وہاں ایک بھی مہمان نہیں تھا..... کیونکہ بُلایا ہی کسے تھا...... حالانکہ شادی کے ایسے موقعوں پر بہت سے لوگ بن بلائے آجاتے ہیں ...... میں نے تم کو صرف ایک بار دیکھا ہے...... اور اس واقعہ کو تین سال کا عرصہ گذر چُکا ہے.... لیکن میں تمہارے پاس اس قدر بے تکلفی سے ملنے آرہی ہوں، گو باہم دونوں میں واقفیت کا سلسلہ عہد طفولیت سے ہے اور ایک ہی گہوارے میں سوئے ہیں۔

ثریا۔ (مُڑتے ہوئے) اوہو! دادی اماں ابھی تک سو رہی ہیں... کیا پروین کے آنے پر انہیں بیدار کر دینا ہوگا؟

اختر۔ ہاں! دادی اماں کی بھی یہی آرزو ہے۔

ثریا۔ اِن کی آنکھیں سفید بالوں کے نیچے بالکل پوشیدہ رہتی ہیں۔ آج رات وہ مسرور معلوم نہیں ہوتیں..... اچھا... میں انہیں بیدار کرنا چاہتی ہوں......

اختر۔ لیکن دیکھو احتیاط رکھنا..... کچی کچی نیند میں بیدار کر دو۔ (خط پڑھتے ہوئے) "اور تمہارے پاس آتے ہوئے میں اچھی طرح محسوس کرتی ہوں کہ تم بالکل ایک بھائی کی طرح مجھ سے ملاقات کرو گے..... ہم دونوں میں باہمی گفتگو بہت مختصر ہوئی.... تاہم وہ چند الفاظ جو اس موقع پر تم نے ادا کئے بالکل مختلف تھے، اُس تمام طرزِ گفتگو سے

جو اس وقت تک میرے کانوں نے سنی"

ثریا۔ اتنے جلدی مت پڑھو۔

اختر۔ (پڑھتے ہوئے) "اور علاوہ ازیں میں ثریا سے بغلگیر ہونے کے لئے عددرجہ مشتاق اور بے چین ہوں۔ یقیناً وہ نیک سیرت اور خوبصورت ہوگی.... خاص طور پر ایسی حالت میں جبکہ وہ تم سے محبت کرتی ہو...... اور تمہارا دل بھی موہ لیا ہو۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ میں اس سے اس قدر محبت کروں گی کہ شاید کبھی تم نے بھی نہ کی ہوگی..... کیونکہ میں جانتی ہوں کہ جذبات محبت میں اضافہ کس طرح ممکن ہے.... میں کچھ عرصہ مغموم رہی ہوں.... اور اب خوش ہوں کہ میں ان آلام میں مبتلا رہی.... میں تمہاری ان تمام مصیبتوں میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں جو بدنصیبی کے ہاتھوں انسان پر نازل ہوتی ہیں..... اکثر اوقات میں سوچا کرتی ہوں کہ وہ خراج جو میں ادا کر چکی ہوں تم دونوں کی طرف سے کافی ہے قسمت کسی مزید مصیبت کو جھیلنے کے لئے ہم سے مطالبہ نہیں کر سکتی۔..... ہمیں سوائے مسرت کے اور کسی چیز کی جستجو نہ ہوگی..... میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنے آئندہ مستقبل میں ایک شاندار عرصہ حیات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے...... ہم اپنی اور تمام متعلقہ ہستیوں کو حسن و جمال کی رنگینیوں سے معمور کرلیں گے.... تاکہ پھر کبھی مصائب و آلام اور سیاہ بختی کو اثر آفرینی کا موقع ہی نہ مل سکے...... اور اگر بالفرض کوئی عذاب ہمارے اوپر نازل بھی ہونا چاہے تو اس کو ہماری بارگاہ میں موقع پذیرائی نہ ملتا وقتیکہ وہ رحمت کی سحرکارانہ قوت سے اپنے اندر شان تجمل

پیدا نہ کرے۔"

(دروازہ کھلتا ہے۔ زہرہ داخل ہوتی ہے)

زہرہ۔ ننھی آپا! ہمیں کنجی مل گئی، دیکھو ہمیں کنجی مل گئی۔

اختر۔ کیسی کنجی؟۔

ثریا۔ پرانے مینا رے کے قفل کی۔

اختر۔ میرا خیال تھا کہ وہ گم ہو گئی۔

ثریا۔ میں نے دوسری بنوالی ہے۔

اختر۔ مجھے امید ہے کہ تم اسے بھی گم کر دو گی۔

ثریا۔ (کنجی کو بغور دیکھتے ہوئے) اوہو...... یہ کس قدر بڑی ہے...... اُس جیسی معلوم نہیں ہوتی جو میرے پاس سے کھو گئی ہے......

زہرہ۔ ننھی آپا! میں وہیں موجود تھی جب قفل سازوں نے اس کی آزمائش کی۔۔ اُنھوں نے دروازہ تین بار کھولا...... اور پھر بند کر دیا...... یہ سابقہ کنجی کی نسبت زیادہ اچھی طرح قفل میں لگ جاتی ہے...... وہ تو بالکل زنگ آلود تھی...... لیکن آخری دفعہ دروازہ ذرا دقت سے بند ہوا تھا...... ہوا کی وجہ سے جس کے تیز جھونکے دوسری سمت سے آرہے تھے...... آج رات ہوا بہت تیز ہے...... تم بحری پرندوں کو مینار کے چاروں طرف بولتے ہوئے سن سکتی ہو...... اور ہاں فاختائیں بھی ہیں...... ان کو ابھی تک نیند نہیں آئی۔

ثریا۔ وہ میرے منتظر ہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے کئی روز سے مجھ کو مینارے کے اوپر نہیں دیکھا۔ ۔۔۔۔۔ شاید دو ہفتے سے زیادہ عرصہ ہوگیا۔۔۔۔ اچھا میں کل صبح جاؤنگی۔

زہرہ۔ کیوں ننھی آپا مجھے بھی لے چلوگی؟

ثریا۔ ہاں ہاں بشرطیکہ تم ابھی جاکر سوجاؤ۔۔۔۔۔ تمہاری انّا انتظار کررہی ہے۔۔۔۔۔۔

(زہرہ چلی جاتی ہے) ۔۔۔۔۔ کیا وہ خوبصورت ہے؟

اختر۔ کون؟

ثریا۔ پروین۔۔۔۔۔

اختر۔ ہاں بہت خوبصورت۔

ثریا۔ وہ کس سے مشابہ ہے؟

اختر۔ کوئی عورت اُس سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اس کا حسن بالکل مختلف ہے اور بس۔۔۔۔۔ بالکل عجیب و غریب حسن۔۔۔۔ نسبتاً بہت زیادہ سادی۔۔۔۔ وہ یکساں نہیں رہتا۔۔۔ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بے قیاس رنگینیوں کا حامل ہے۔۔۔۔ وہ ایک ایسا حسن ہے جس کی ہم جلیسی میں رُوح بغیر ملوث رہ سکتی ہے۔

ثریا۔ میں جانتی ہوں کہ میں خوبصورت نہیں ہوں۔

اختر۔ دیکھو آیندہ یہ بات نہ کہنا۔۔۔۔۔ اس کی موجودگی میں ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیئے ۔۔۔۔۔ جس پر کسی کو یقین نہ آسکے۔۔۔۔۔ یا جس کا کوئی نتیجہ نہ نکل سکے۔۔۔۔۔ اس کے پاس ایسی ہستی کا گذارہ نہیں ہوسکتا جس میں صداقت کا فقدان ہو۔۔۔۔۔۔

ثریا۔ اس کے پاس ایسی ہستی کا گذارا نہیں ہو سکتا جس میں صداقت کا فقدان ہو۔۔۔۔

اختر۔ ثریا۔!

ثریا۔ اختر!۔

اختر۔ ہم دونوں تقریباً چار سال تک یکجائی کی زندگی بسر کر چکے ہیں۔۔۔۔۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟۔

ثریا۔ موسم گرما کے اختتام تک چار سال پورے ہو جائیں گے۔

اختر۔ تقریباً چار سال تک تم نے میرے آغوش میں سانس لیا۔۔۔۔۔ ایک مجسمۂ حسن و جمال بن کر۔۔۔۔ ایک پیکرِ نزاکت و رعنائی ہو کر۔۔۔۔ لائقِ محبت۔۔۔۔۔ اور تمہارے لبوں کا خفیف تبسم ہمیشہ تمہارے اعماقِ قلب کی مسرت و شادمانی کا ترجمان بنا رہا۔۔۔۔۔ مجھے بتاؤ کیا چار سال کے اس طویل عرصہ میں آنسو کا کوئی قطرہ تمہاری آنکھ سے نہیں گرا؟ زیادہ سے زیادہ چند معمولی آنسو۔ جب کوئی پالتو پرندہ موقع پا کر اڑ گیا یا تمہاری نانی اماں نے کسی بات پر تمہیں سخت سست کہا، یا کبھی تمہارے دل پسند پھول مرجھا گئے۔۔۔۔ لیکن جونہی کہ تمہارا پیارا پرندہ واپس آ گیا یا تمہاری نانی اماں نے تمہاری خطاؤں کو معاف کر دیا، فوراً تم مسرت و انبساط کی فضا میں سانس لیتی ایک برقِ تبسم بنی ہوئی کمرے کی چار دیواری میں داخل ہوئیں، جوشِ محبت میں مجھ سے لپٹ گئیں اور اس طرح بچی کی طرح جو اپنی درسگاہ سے واپس گھر آئی ہو، بیتابی کے ساتھ مجھے چومنے لگیں۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ہم نے خوشی کی زندگی بسر کی ہے۔ پھر بھی بعض لمحے

ایسے گذرتے ہیں جبکہ حیرت و استعجاب میں ڈوب کر میں یہ سوچتا رہ جاتا ہوں کہ کیا درحقیقت ہماری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہی ہو! میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ میں نے تم کو اپنا بنا لینے میں صبر و استقلال سے گریز کیا یا تم نے سرد مہری کے ساتھ مجھ سے ملنے میں اجتناب..... لیکن اکثر جب میں نے کچھ گفتگو کرنے کی کوشش کی —— جس طرح اب گفتگو کر رہا ہوں..... تو ہمیشہ ایسا محسوس ہوا گویا کہ تم دُنیا کے دوسرے سرے سے بول رہی ہو...... جہاں ایک نامعلوم وجہ کی بنا پر پناہ گزیں ہونے کے لئے مجبور ہوگئی ہو..... میں نہیں سمجھ سکتا کہ آج شام یہ خیالات میری توجّہ کا مرکز کیوں بنے ہوئے ہیں..... کیا اس لئے کہ پروین کی یاد میرے تصوّرات کی دُنیا میں زیادہ تازہ ہوتی چلی جارہی ہے؟ کیا اِس کے محبّت نامے نے جو اُس کی آمد کی اطلاع ہے ..... ہماری روحانی خلوتوں میں کسی خاص جذبہ کو بیدار کر دیا ہے؟ یہ امر یوں بھی ظاہر ہو کر رہتا کہ میرے اور تمہارے درمیان اسی نوع کی محبّت ہے جو مسلکِ عشق میں ممکن ہو سکتی ہے..... لیکن پروین کے آجانے کے بعد ہماری باہمی محبّت اور بھی شدید ہو جائے گی —— کسی قدر مختلف لیکن زیادہ گہرے نقوش کے ساتھ —— خیر تمہیں خود اندازہ ہو جائے گا۔

ثُریّا۔ اگر تم چاہو تو اس سے محبّت کر سکتے ہو...... میں خود کنارہ کش ہو جاؤں گی۔

اختر۔ ثریّا!.....

ثُریّا۔ مجھے معلوم ہو کہ میں نہیں سمجھ سکتی۔

اختر۔ نہیں ثریا تم ضرور سمجھتی ہو...... اور یہ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تم سب کچھ سمجھتی ہو اور جن باتوں کا میں ذکر کر رہا ہوں، بظاہر اس کے برعکس کہہ رہی ہو..... تمہارے اعماقِ رُوح میں وہ رازِ پنہاں ہیں جن کو کبھی میرے سامنے منکشف نہیں کرتیں بلکہ انکو پوشیدہ ہی رکھنے میں تم کو زیادہ خوشی محسوس ہوتی ہے..... ثریا خدا کے لئے مت روؤ...... میں ملامت نہیں کر رہا ہوں۔

ثریا۔ میں تو نہیں روئی اور اگر روؤں بھی تو کس لئے؟

اختر۔ اور ابھی تک میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے لبوں میں ارتعاش ہے۔

ثریا۔ میرے خیالات کی پرواز بہت دور تھی...... کیا یہ حقیقت ہے کہ اُس کی زندگی غم و اندوہ میں گذری ہے؟

اختر۔ بے شک وہ تمہارے بھائی کے ہاتھوں ہمیشہ غم و اندوہ میں مبتلا رہی۔

ثریا۔ شاید وہ اِس کی مستحق تھی۔

اختر۔ میں کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک عورت غم و اندوہ کی مستحق ہو سکتی ہے۔

ثریا۔ آخر میرے بھائی نے کیا کیا؟

اختر۔ اُس نے التجا کی تھی کہ میں یہ راز تم پر ظاہر نہ کروں۔

ثریا۔ کیا تم دونوں کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی ہے؟

اختر۔ ہاں — کبھی کبھی۔

ثریا۔ لیکن تم نے کبھی ذکر نہیں کیا۔

اختر۔ میں نے کئی بار اس کے خط تم کو دکھائے..... لیکن اُن کو پڑھنے میں تم نے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔

ثریا۔ مجھے بالکل یاد نہیں۔

اختر۔ مجھے تو اچھی طرح یاد ہے۔

ثریا۔ تم نے آخری مرتبہ اُس سے کس جگہ ملاقات کی تھی؟

اختر۔ کیا میں تم کو نہیں بتا چکا کہ میں اس سے صرف ایک بار ملا ہوں۔ ہماری ملاقات تمہارے بھائی کے محل میں ایک باغیچہ کے اندر ہوئی تھی..... جہاں گھنے درختوں کی ڈالیاں ہمارے اُوپر چھائی ہوئی تھیں۔

ثریا۔ کیا شام کے وقت؟

اختر۔ ہاں شام کا وقت تھا۔

ثریا۔ پروین نے کیا باتیں کی تھیں؟

اختر۔ ہماری گفتگو بہت مختصر رہی..... لیکن ہم نے یہ محسوس کر لیا کہ ہم دونوں کی زندگی ایک ہی مرکز کی طرف مائل پرواز ہے۔

ثریا۔ کیا تم نے ایک دوسرے کو بوسہ بھی دیا تھا؟

اختر۔ کب؟

ثریا۔ اُسی شام کو۔

اختر۔ ہاں..... جب میں چلنے لگا تھا۔

ثریا۔ اچھا!......

اختر۔ میرا خیال ہے ثریا! کہ وہ ہمارے پاس بہت قلیل عرصہ قیام کرے گی۔

ثریا۔ نہیں.....ہرگز نہیں.... میں اس کو زیادہ عرصہ ٹھیرانا چاہتی ہوں۔ (باہر سے کچھ آواز سنائی دیتی ہے) وہ آگئی (وہ کھڑکی کے قریب دوڑ کر جاتی ہے) صحن میں مشعلیں نظر آ رہی ہیں۔

(چند لمحے کا سکوت..... بڑا دروازہ کھلتا ہے..... پروین دہلیز پر نمودار ہوتی ہے... وہ کوئی لفظ کہے بغیر اندر آجاتی ہے..... اور ثریا پر نظر جمائے ہوئے اس کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے)

اختر۔ کیا تم ایک دوسرے کا بوسہ نہیں لو گی؟

پروین۔ کیوں نہیں (وہ ثریا کے لبوں کا ایک طویل بوسہ لیتی ہے، پھر اختر کی طرف بڑھ کر اس کا بھی بوسہ لیتی ہے) اور تمہارا بھی۔

ثریا۔ مجھے نانی اماں کو بیدار کر دینا چاہیئے۔

پروین۔ (نجمہ کی طرف دیکھتے ہوئے) وہ کس قدر آسودۂ خواب ہیں۔

اختر۔ وہ روزانہ اسی طرح گھنٹوں سوتی رہتی ہیں۔ ان کے بازو مفلوج ہو گئے ہیں... اُن کے قریب جاؤ..... وہ آج رات تم سے ملنے کی آرزومند تھیں۔

پروین۔ (نجمہ کا ہاتھ پکڑ کر اُن کی طرف جھکتے ہوئے) نانی اماں!....

نجمہ۔ (بیدار ہوتے ہوئے) ثریا.... (آنکھیں کھولدیتی ہے) اے!.... تم کون ہو؟

پروین۔ میں ہوں پروین۔

نجمہ۔ میں تو چونک پڑی،

پروین۔ کیا نانی اماں میں آپ کو پیار کر سکتی ہوں؟

نجمہ۔ تم مجھے نانی اماں کہتی ہو؟...... تم اچھی طرح نظر نہیں آ رہی ہو...... تمہارے پیچھے کون کھڑا ہے؟

ثریا۔ (آگے بڑھکر) میں ہوں نانی اماں!

نجمہ۔ اچھا.... تم ہو ثریا!..... میں تم کو نہیں دیکھ سکی... چراغ کو ذرا قریب لاؤ...... میری بچی۔

(ثریا چراغ اُٹھا لاتی ہے.... روشنی پروین پر پڑنے لگتی ہے)

نجمہ۔ (پروین کو غور سے دیکھتے ہوئے) اوہو... تم تو بڑی خوبصورت ہو۔

پروین۔ اب میں آپ کو پیار کر سکتی ہوں... کیوں نانی اماں؟

نجمہ۔ نہیں آج رات مجھے پیار مت کرو..... تکلیف غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی ہے...... صرف ثریا ایسی ہستی ہے جو مجھکو تکلیف پہنچائے بغیر چھو سکتی ہے۔

پروین۔ میں بھی یہ سیکھ لینا چاہتی ہوں.... کہ میں آپکو چھوؤں اور بالکل تکلیف نہ ہو۔

نجمہ۔ ثریا! تم مجھے پیار کرو... قبل اس کے کہ میں دوبارہ سو جاؤں...... اور اس چراغ کو یہاں سے لیجاؤ... میں ایک عجیب خواب دیکھنے میں محو تھی۔

ثریا۔ (چراغ کو واپس لے جاتے ہوئے) پروین تم معاف کرنا۔۔۔آج انہیں بہت زیادہ تکلیف ہے۔

پروین۔ اس میں معافی کی کیا بات ہے ثریا!۔۔۔۔ دیکھنا تم نے کوئی چیز گرادی ہے۔۔۔ یہ کیا چیز ہے جو فرش پر گر پڑی (وہ ایک کنجی اٹھالیتی ہے) ارے کتنی عجیب کنجی ہے۔

ثریا۔ یہ میرے مینارہ کی کنجی ہے۔۔۔۔ تم سمجھ بھی نہیں سکتیں کہ اس سے کن چیزوں کا انکشاف ممکن ہے۔

پروین۔ یہ بہت عجیب و غریب اور وزنی ہے۔۔۔۔ میرے پاس بھی ایک طلائی کنجی ہے ۔۔۔۔۔ تم دیکھو لو کہ کنجی تمام چیزوں سے زیادہ خوبصورت اور عزیز ہوتی ہے۔۔۔ تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ ہم اس سے کیا کھول سکتے ہیں۔

ثریا۔ کل تم کو معلوم ہوجائے گا۔۔۔۔ کیا یہاں آتے وقت تم نے ایک بہت پرانا مینارہ نہیں دیکھا، اس کی برجی شکستہ حالت میں ہے۔۔۔۔ محل کے سب سے آخری سرے پر؟

پروین۔ بے شک میں نے کچھ دیکھا تو تھا۔۔۔ جو آسمان کے زیر سایہ چور چور ہوتا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ ستارے دیوار کے شگافوں میں سے جھلک رہے تھے۔

ثریا۔ بس بس وہی۔۔۔۔۔ وہ میرا مینارہ ہے۔۔۔۔ ایک قدیم اور شکستہ روشنی کا مینارہ ۔۔۔۔۔ کوئی اس پر چڑھنے کی جرأت نہیں کرتا۔۔۔۔۔ تم کو ایک طویل برآمدہ میں سے گذرنا ہوگا جس کی کنجی مجھے ملی تھی۔ لیکن وہ دوبارہ میرے پاس سے گم ہوگئی۔ تاہم اب میں نے دوسری بنوالی ہے۔۔۔ کیونکہ صرف میں ہی اس پر چڑھتی ہوں۔ بعض اوقات

میں زہرہ کو بھی اپنے ساتھ لے جاتی ہوں...... اختر صرف ایک مرتبہ گئے ہیں.... اُن کو چکر آ گئے تھے..... وہ بہت بلند ہے۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا..... نظر کے سامنے سمندر لہریں مارتا ہے.... سوائے محل کی سمت کے مینارے کے چاروں طرف جھاگ اُٹھتے رہتے ہیں۔ اور تمام بحری پرندے شکستہ دیواروں کی دراڑوں اور شگافوں میں زندگی بسر کرتے ہیں..... مجھے پہچانتے ہی وہ زور زور سے چلانا شروع کر دیتے ہیں..... سینکڑوں فاختائیں بھی ہیں..... لوگوں نے کوشش کی کہ کسی طرح ان کو نکال دیا جائے لیکن وہ مینارے کو چھوڑتے ہی نہیں .... وہ ہمیشہ واپس آجاتے ہیں..... کیا تم تھکی ہوئی ہو؟

پروین۔ ہاں ثریا..... کسی قدر..... میں نے کافی طویل سفر طے کیا ہے۔

ثریا۔ ہاں ٹھیک ہے ــــ ہم کل وہاں چلیں گے۔ اور علاوہ ازیں آج رات ہوا بھی بہت تیز ہے۔

(مختصر خاموشی)

اختر۔ پروین! یہ کس قدر تعجب خیز امر ہے۔ مجھے تم سے بہت کچھ گفتگو کرنی تھی..... لیکن ان ابتدائی لمحات میں ہر چیز پر سکوت طاری ہے اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ضرور کوئی خاص بات تھی جس کے ہم منتظر تھے۔

پروین۔ ہم منتظر ہیں کہ سکوت آغازِ گفتگو کرے۔

اختر۔ سکوت تم سے کیا کہا کرتا ہے؟

پروین۔ اگر ہم سکوت کی گفتگو کو دہرا سکیں تو آخر وہ حقیقی سکوت ہو ہی نہیں سکتا... ہم نے چند الفاظ میں بتا دلئے خیال کیا ــــ بے معنی الفاظ میں ــــ ایسے الفاظ میں جو ہر شخص کی زبان سے ادا ہو سکتے ہیں..... اور کیا سکون حاصل ہونے پر ہم اس کی حقیقت پر غور نہیں کرتے ؟ ــــ کیا ہم نہیں جانتے کہ ہم نے تکلّم خاموش میں ان باتوں کو ظاہر کر دیا۔ جنکی قدر و قیمت الفاظ سے کہیں زیادہ ہوتی ہے ؟ ــــ ہم نے اپنی گفتگو میں ڈر ڈر کر ایسے بزدلانہ الفاظ استعمال کئے جو وہ اجنبی شخص ملاقات کے وقت استعمال کرتے ہیں لیکن کوئی نہیں بتا سکتا کہ ہم تین ہستیوں کے درمیان کیا کچھ ہوا اور ہو کر رہ گیا۔ کون بتا سکتا ہے.... کہ جو کچھ وقوع پذیر ہوا ہے اسکا فیصلہ اِن الفاظ میں ممکن تھا یا نہیں ؟ لیکن ہمارے سکوتِ پیہم نے یہ راز ہم پر قبل از وقت منکشف کر دیا تھا.... کہ میں ثریّا سے اپنی چھوٹی بہن کی طرح پرخلوص محبت کروں گی۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی میری روح کی گہرائیوں سے یہ آواز اسی وقت بہ آہنگِ بلند پیدا ہونے لگی۔ اور صرف یہی وہ صدا تھی جسکو میں واضح طور پر سن سکی۔ (ثریّا کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے) ثریّا آخر اس کا کیا سبب ہے کہ ہر شخص تم سے اس قدر شدید محبت کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جب کبھی تمہارے بوسے لئے جاتے ہیں تو غیر ارادی طور پر آنسوؤں کا تار بندھ جاتا ہے........ (وہ ثریّا کے لبوں کا طویل بوسہ لیتی ہے) آؤ تم بھی پہلے اخبر! (اس کا بھی بوسہ لیتی ہے) غالباً یہی وہ بوسہ تھا جس کو ثبت کرنے کے لئے ہم سب منتظر تھے۔ اور تمام رات یہ بوسہ مہر خاموشی بنکر

ہمارے لبوں پر قائم رہے گا۔

(وہ چلے جاتے ہیں)

دوسرا ایکٹ

منظر اوّل

(گوشۂ چمن میں ایک سایہ دار کنج - پروین اور اختر نظر آتے ہیں)

اختر - ہم نے زندگی کے صرف پانچ یا چھ دن اس چھت کے زیر سایہ گذارے ہیں اور ابتدا ہی سے میں یہ محسوس کرتا ہوں گویا کہ ہم نے تمام عرصۂ حیات یکجا بسر کیا ہے - اور یہ کہ خود اپنی ہستی کا مطالعہ کرنے سے قبل تمہاری زندگی کی حقیقت کو سمجھ چکا تھا..... میری تمام شخصیت صرف تمہارے وجود کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے - میں خود اپنی روح سے زیادہ تمہاری روح سے واقف ہوں تم مجھ سے زیادہ قریب ہو بہ نسبت ان تمام چیزوں کے جن کو میں اپنا کہہ سکتا ہوں - اگر تم نہ ہوتیں تو میں اپنی ہستی کے رموز کو سمجھنے سے قاصر رہتا - میرا تبسم صرف تمہارے انوار کا پرتو ہے اور میرا عشق صرف تمہارے نقوشِ محبت کا عکس .....

پروین - میری کیفیت بھی یہی ہے - اختر!.... تمہاری خفیف ترین جنبش بھی میری ہستی کے اسرار و رموز کو مجھ پر منکشف کر دیتی ہے کوئی تبسم، کوئی خموشی، کوئی لفظ

ایسا نہیں جس کا مظاہرہ تمہاری طرف سے ہوا ہو اور اُس نے مجھے حسن و جمال کی ایک دوسری نگری میں نہ پہونچا دیا ہو۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ میری تمام شگفتگی تمہارے دم سے ہو جس طرح تمہاری تمام شگفتگی میرے دم سے ہو، اور اس قدر ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہونے کے باعث ہمیشہ ہمارے اندر تجدید جذبات ہوتی رہتی ہے... ہماری روحیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمکلام ہونے لگتی ہیں قبل اس کے کہ ہمارے لبوں کی جُنبش تعمیرِ الفاظ کرے۔

اختر۔ پروین! ہم دونوں کے دل کی دُنیا ایک ہی ہے۔ یقیناً یہ صانعِ ازل کی زبردست لغزش تھی کہ اس نے ہماری ایک روح میں سے دو علیحدہ علیحدہ روحیں تخلیق کیں۔ آخر تم نے زندگی کی یہ تمام سابقہ منزلیں کہاں بسر کیں جبکہ ہم دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے وجود سے واقف نہ ہوا؟

پروین۔ اور اسی طرح تم بتاؤ اختر کہ تم کہاں رہے اس تمام دوران میں جبکہ میں عالمِ تنہائی میں تمہاری منتظر رہی؟......

اختر۔ میں بھی تنِ تنہا تھا... اور تمہارا منتظر... مگر اُمید جاتی رہی تھی۔

پروین۔ میں بھی تنِ تنہا تھی..... اور تمہاری منتظر... مگر اُمید نے کبھی ساتھ نہ چھوڑا! ...... آہ! بعض لمحات ایسے بھی ہوتے ہیں جب میں محسوس کرتی ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

اختر۔ یہی حال میرا بھی ہے پروین.....اور یہ مجھے خائف کئے رکھتا ہے۔

پروین۔ ہم کس لئے خائف ہوں؟ ..... ہم ایک دوسرے سے آملے۔ پھر کس بات کا ڈر ہے؟

اختر۔ کیا عین لمحاتِ مسرت میں ایسا نہیں ہوتا کہ خوف کا احساس ہمارے اندر پیدا ہو جائے؟ ..... کیا وہی ایک گھڑی تمام عرصۂ حیات میں سب سے زیادہ نحس نہیں ہوتی؟ کیونکہ اس موقع پر کوئی بوسہ ایسا نہیں دیا جاتا جو کہ کسی دشمن کو بیدار نہ کردے ..... اور اسکے علاوہ کچھ اور بات بھی ہے .....

پروین۔ وہ کیا؟۔

اختر۔ ثریا .....

پروین۔ اچھا پھر؟۔

اختر۔ کیا تم کو ثریا کا خیال آیا تھا؟

پروین۔ بیشک۔

اختر۔ اور کیا اس خیال سے تم کو صدمہ نہیں پہونچا۔

پروین۔ ہرگز نہیں اختر ... اب یہ امر میرے لئے رنج کا باعث نہیں بن سکتا۔

اختر۔ اس پر بے قیاس مصائب و آلام آنے والے ہیں۔

پروین۔ کیوں اختر ..... کیا ہم دونوں بھائی بہن کی سی محبت نہیں کرسکتے؟

اختر۔ لیکن اگر اُس کے آنسو بہہ نکلے؟۔

پروین۔ اس عروج میں اس کو بھی شامل رہنے دو، پھر اُسکے آنسو بہنے بند ہو جائیں گے ..... کیوں نہ ایسا ہو کہ وہ بھی ہمارے دوش بدوش اس محبت کے حصول کے لئے

جدوجہد کرے جو محبت کی تنگ ظرفی کو ٹھکرا دیتی ہے۔ . . . اختر وہ اس سے بھی زیادہ حسین ہی جتنا کہ تم نے خیال کر رکھا ہے . . . . ہم اپنی آغوش اس کے لئے واکردینگے۔ وہ دوبارہ ہم میں آملے گی۔ اور پھر وہ آنسو نہیں بہائیگی . . . . . اور وہ ان آنسوؤں کے عوض ہمارے لئے دعائے خیر کریگی جو اس کی نوکِ مژگاں سے ٹپک چکے ہیں . . . . کیونکہ بعض آنسو بوسوں سے بھی زیادہ شیریں ہوتے ہیں . . . . . .

اختر۔ کیوں پروین کیا تم یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہو کہ میں تم کو بہن سمجھتے ہوئے محبت کر سکتا ہوں؟

پروین۔ آہ! . . . . . .

اختر۔ اور پروین کیا تم یہ بھی یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہو کہ تم مجھے بھائی سمجھتے ہوئے محبت کر سکتی ہو؟

پروین۔ اختر! اب جبکہ تم نے یہ بات دریافت ہی کرلی تو معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کو نہیں سمجھتی۔

اختر۔ میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا . . . ہم کو شب و روز جدوجہد کرنی ہوگی . . . ہم کو بہت مدّت تک . . . . . ایک عرصۂ دراز تک کوشش کرنی ہوگی . . . . اور اس طرح ہماری جملہ صفات، ہماری وہ تمام خوبیاں جو شاید لطیف ترین محبت، حُسنِ بے پایاں اور عمیق ترین صداقت میں تبدیل ہو جاتیں اس سعی لاحاصل میں فنا ہو کر رہ جائیں گی . . . . . . اور ہم جس قدر زیادہ کوشش کریں گے اتنا ہی ایک ایسی آرزو سے باخبر ہوتے چلے جائیں گے

جو ہماری دو روحوں کے درمیان ایک دبیز پردے کے مانند حائل ہوتی جائے گی.
......اور اس آرزو کی بنا پر ہمارے اعلیٰ ترین اوصاف بالکل فنا ہو جائیں گے....
بظاہر یہ بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے.... تاہم...... کیا یہ ہمارے بوسوں کا نتیجہ نہیں ہے کہ تمام چیزیں تغیّر پذیر ہو جاتی ہیں۔ انجم و گل، صبح و مسا، اشک و خیال؟....
کیا عظمتِ شب ایک بہن کی نظر میں اتنی ہی زیادہ واضح ہو سکتی ہے، جس قدر ایک ایسی عورت کی نگاہ میں جو اسیرِ محبّت ہو؟.... پروین! ہمیں حسین ترین صداقت کے لئے راہیں مسدود نہ کر دینی چاہئیں...... ایک بے اصل کذب و بطل کے مقابلے میں اس شے کو شکستہ نہیں کرنا چاہیئے جو ہم دونوں کی روحوں میں منوّر و ضیا بار ہے
...... پروین! تم میری بہن نہیں ہو۔...... اس لئے میں تم کو ایک بہن سمجھتے ہوئے محبّت نہیں کر سکتا۔

پروین۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ تم میرے بھائی نہیں ہو.... اور اختر بلا شبہ یہی حقیقت ہمارے حق میں مصائب و آلام کا باعث ہوگی......

اختر۔ میں جانتا ہوں پروین..... لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟

پروین۔ قسمت نے ہم کو ایک دوسرے سے ملا دیا ہے' اختر! ہم نے ایک دوسرے کو اس طرح پہچانا ہے کہ غالباً اس سے قبل دو روحوں نے کبھی نہ پہچانا ہوگا... ہمارے درمیان رشتۂ محبّت قائم ہے..... اور دُنیا کی کوئی طاقت اس محبت میں تغیّر پیدا نہیں کر سکتی.... جو مجھے تم سے اور تم کو مجھ سے ہے۔

اختر۔ اسے بھی میں تسلیم کرتا ہوں پروین..... مجھے دُنیا میں ایسی کوئی شئے نظر نہیں آتی۔
پروین۔ لیکن اگر میرے وجود سے کسی معصوم ہستی کو غم و اندوہ نصیب ہو تو کیا اس صورت میں بھی میں تمہاری نظر میں ویسی ہی رہوں گی۔
اختر۔ اگر وہ رنجیدہ ہو تو یہ کہا جائے گا کہ اس نے حقیقت کو نہیں سمجھا۔
پروین۔ وہ آنسو کچھ کم تلخ نہیں ہوتے جو آنکھ سے نہ ٹپکیں۔
اختر۔ اب ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہیگا کہ ہم ایک دوسرے سے جُدا ہو جائیں..... تاہم پروین یہ ناممکن ہے..... اس قدر خوبصورت ہستی صرف فنا ہونے کے لئے تخلیق نہیں کی گئی...... اور ہمیں اپنے حقوق النفس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔
پروین۔ میرا بھی یہی ایمان ہے..... اور مجھے یقین ہے کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو جانے کی بجائے کوئی بہتر صورت پیدا ہونے والی ہے..... اس دوران میں اگر کوئی مصیبت نازل ہونی ہے تو وہ صرف ہمارا ہی حصّہ ہو۔
اختر۔ (اُس کو اپنے آغوش میں لیتے ہوئے) تم حسین ہو پروین۔
پروین (اختر کو اپنے بازوؤں میں لیتے ہوئے) اختر مجھے تم سے محبّت ہے.....
(وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیتے ہیں..... پتّوں کے عقب سے ایک صدائے دلخراش سُنائی دیتی ہے..... اور ثریا نظر آجاتی ہے...... ایک عالمِ پریشانی میں ...... وہ محل کی جانب بھاگتی ہے۔)

اختر۔ ثریا!

پروین۔ ہاں!

اختر۔ اُس نے ہماری گفتگو سن لی..... وہ محل کی جانب دوڑ کر گئی ہے.....

پروین۔ (ثریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کافی دُور نکل گئی ہی) جاؤ..... ذرا جلدی جاؤ..... اُس کے پیچھے۔

(اختر ثریا کے پیچھے دوڑتا ہے..... پروین ایک درخت کے سہارے جھک جاتی ہے..... اور چپکے چپکے رونے لگتی ہے)

منظر دوم

(قلب گلشن میں پروین بنچ پر خوابیدہ ہے۔ نقاب اُس کے سر پر اُلٹی ہوئی ہے، ثریا داخل ہوتی ہے)

ثریا۔ "ثریا! ننھی ثریا! تمہیں اس کو رونے نہیں دینا چاہیئے"..... اختر کو میری حالت پر رحم آتا ہی..... کیونکہ اب ان کے دل میں میری محبّت نہیں رہی..... نہ اب میں ان سے محبّت کرتی ہوں..... ان کا خیال ہے کہ میں بالکل خاموش رہوں گی اور وہ صرف اتنا کریں گے کہ اپنی نگاہیں چُرا کر میرے بوسے لیں....."ثریا! ننھی ثریا!"..... وہ ان الفاظ کو بڑے پیار سے ادا کرتے ہیں..... اُف! غیر معمولی طور پر حد سے زیادہ نرم دلی

سے..... جب کبھی آختر میرا بوسہ لیتے ہیں تو ان میں نظر ملانے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اور اگر ایسا ہو بھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے عفو تقصیر کے ملتجی ہیں۔ اور جب کبھی وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہوں تو مجھے دبک کر بیٹھ جانا اور چھپ جانا پڑتا ہے گویا میں نے کوئی چیز چرالی ہے..... آج رات وہ پھر باہر گئے ہوئے ہیں..... اور میری نظر سے اوجھل ہیں..... "ننھی ثریا" اس راز میں شامل نہیں ہے..... ہم ہمیشہ اُس سے گفتگو کرتے وقت مسکراتے ہیں..... ہم اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہیں ...... اور اس کے لئے پھول اور پھل لاتے ہیں...... وہ نووارد "ننھی ثریا" کو اپنی آغوش میں لیتی ہے۔ اور جب ہم اُسے پیار کرتے ہیں تو ہم روتے ہیں اور کہتے ہیں..... "غریب قابلِ رحم ہستی..... کوئی چارہ کار نہیں ہے..... وہ یہاں سے نہیں جائے گی..... لیکن کم از کم وہ کوئی بات نہیں دیکھے گی"..... اور جب اُس کا رُخ دوسری طرف ہوتا ہے تو ہم ایک دوسرے کا ہاتھ محبت سے تھام لیتے ہیں..... بیشک! بیشک! جب تک کہ وہ وقت نہ آئے..... ذرا صبر کر..... صبر کر..... کبھی نہ کبھی "ننھی ثریا" کے دن بھی پھریں گے..... وہ ابھی اچھی طرح نہیں جانتی کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے..... سوائے کچھ دیر انتظار کرنے کے..... ہم دیکھیں گے..... (پروین کو بنچ پر دیکھ کر) یہ رہے وہ!..... ایک دوسرے کے آغوش میں محوِ خواب ہیں!..... آہ!..... یہ!..... یہ!..... مجھے ضرور چاہیئے..... زہرہ!..... نانی اماں..... انہیں دیکھنا چاہیئے..... انہیں یہ دیکھنا چاہیئے..... یہاں کوئی نہیں آ رہا!..... میں تنہا ہوں..... ہمیشہ..... میں.....

(زیادہ قریب جاکر) یہ بھی تنہا ہے..... یہ ایک شاعرِ ماہتاب تھی یا اس کا سفید نقاب؟..
..... شاید..... وہ سو رہی ہے..... مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ آہ!..... وہ نہیں جانتی!
...... وہ کنوئیں کی مینڈ پر ہے..... ایک اچانک کروٹ..... اور وہ اندر جا پڑے گی
..... بارش ہوتی رہی ہے..... اس نے اپنا نقاب سر پر اُلٹ لیا..... مگر سینہ عُریاں
ہے..... وہ بالکل شرابور ہوگئی..... وہ کس قدر سرد ہوگئی ہوگی..... یہ ملک اسے راس
نہیں ہے!..... آہ! وہ سونے کی حالت میں کس قدر کپکپا رہی ہے!..... میں اپنا
فرغل اس کے چاروں طرف لپیٹ دوں گی۔ (وہ پروین کو ڈھانک دیتی ہے اور نقاب
اُٹھاتی ہے جس نے اس کے چہرے کو پوشیدہ کر رکھا ہے) اس کی نیند کس قدر گہری ہے!
..... ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ روتے روتے سوگئی ہے..... یہ خوش و خرّم معلوم نہیں
ہوتی..... یہ مجھ سے زیادہ مسرور معلوم نہیں ہوتی..... کیسی پیلی پڑگئی ہے۔ یہ
اب بھی رو رہی ہے..... میں دیکھتی ہوں..... یہ حسین ہے..... اس زردی نے اس کے
حُسن کو اور بھی نکھار دیا ہے..... وہ چاند کی روشنی میں مُمتزج ہوتی معلوم ہو رہی
ہے..... مجھے اس کو آہستہ سے بیدار کرنا چاہیئے..... ہوسکتا ہے کہ وہ خوفزدہ
ہو اور کنوئیں میں جا پڑے۔ (محبّت سے اُس کے اوپر جھکتے ہوتے) پروین!..... پروین!..

پروین۔ (بیدار ہوتے ہوئے) آہا!..... یہ کس قدر خوشگوار ہے!.....

ثریا۔ احتیاط رکھو..... تم کنارے پر ہو..... کروٹ مت لینا۔ تم چکرا جاؤگی.....

پروین۔ میں کہاں ہوں؟

ثریا۔ محل میں کنویں کی مینڈ کے قریب..... کیا تم کو اس کا علم نہیں تھا؟..... تم اس جگہ تنہا مت آیا کرو..... یہاں ہر شخص کو بہت احتیاط رکھنی چاہیئے۔ یہ جگہ بہت خطرناک ہے.....

پروین۔ مجھے اس کا علم نہیں تھا..... بہت تاریکی تھی..... مجھے گنجان جھاڑیاں نظر آئیں اور ایک بینچ..... میں تھکی ہوئی تھی اور مغموم.....

ثریا۔ کیا تم کو سردی لگ رہی ہے؟..... فرغل اپنے چاروں طرف لپیٹ لو......

پروین۔ یہ کس کا فرغل ہے؟ —— کیا ثریا تمہارا؟ کیا تم نے میرے اوپر ڈال دیا جب میں سو رہی تھی؟ تم کو بھی سردی لگ رہی ہوگی..... قریب آؤ..... مجھے اس کو تمہارے بھی چاروں طرف لپیٹنے دو..... تم مجھ سے بھی زیادہ کپکپا رہی ہو..... (مڑتے ہوئے) ارے!..... اب جبکہ ماہتاب طلوع ہو چکا ہے میں شگافوں کے درمیان پانی کو چمکتے ہوئے دیکھ سکتی ہوں..... اگر میں کروٹ لے لیتی..... اور یہ تم ہو..... (وہ ثریا کی طرف گہری نظر سے دیکھتی ہے اور اسکے گلے میں باہیں حمائل کر دیتی ہے) ثریا۔

ثریا۔ ہم کو اس جگہ ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔

پروین۔ ثریا ہم کو ایسے لمحات کبھی نہ گنوانے چاہئیں..... وہ دوبارہ نہیں آنے ..... میں نے تمہاری روح کا مطالعہ کر لیا ثریا..... کیونکہ ابھی ابھی تم نے اظہار محبت کیا۔ اگرچہ وہ تمہاری مرضی کے خلاف تھا......

ثریا۔ ہم کو چلد بنا چاہیئے پروین...... یہ جگہ مضر صحت ہے......

پروین۔ میں استدعا کرتی ہوں ثریا! عین اس لمحے میں مجھ سے بچ نکلنے کی کوشش مت کرو۔ جبکہ تمہارے قلب کی گہرائیاں مجھ پر منکشف ہو رہی ہیں.... کیا تمہارا خیال ہے کہ کبھی ہم تم ایک دوسرے سے اور بھی قریب تر ہو جائیں گے؟..... کیا ہم بچوں کی سی بے مایہ گفتگو کو..... ایسی بے مایہ گفتگو جو کانٹوں کی طرح ہے۔ اپنے مجبور دلوں کے درمیان حائل ہونے دیں گے.... میرے نزدیک آجاؤ ثریا.... شب کے سایہ میں میرے نزدیک آجاؤ...... اور مجھے اپنے گلے میں باہیں ڈال لینے دو۔.... اور کوئی مضائقہ نہیں...... اگر تم کو الفاظ نہ ملیں...... تمہارے اندر کوئی چیز بول رہی ہے اور میں اسکو سنتی ہوں جس طرح تم سنتی ہو......

ثریا۔ (پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے) پروین!.....

پروین۔ ثریا! دیکھو پروین کے آنسو بھی ٹپک رہے ہیں...... وہ رو رہی ہے کیونکہ وہ بھی اس چیز سے لاعلم محض ہے جو ہو کر رہے گی۔ وہ چیز جس کا اظہار ہو کر رہے گا۔ ...... ہم اس جگہ تنہا ہیں.... میری غریب ثریا...... ہم دونوں اس جگہ تاریکی میں بالکل تنہا ہیں...... ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں...... اور اس مسرت و شادمانی یا غم و اندوہ کا فیصلہ...... جن کا نازل ہونا لازمی ہے..... ہمارے دلوں کے اندر ہو رہا ہے..... اور شاید عین اسی لمحے میں... لیکن کوئی نہیں بتا سکتا کہ کیا ہونے والا ہے۔ میرے پاس آنسو ہیں۔ جن کے ذریعے مستقبل کی بابت دریافت کر سکتی

ہوں: میں نے اپنے آپ کو دونوں میں زیادہ عقلمند سمجھا۔ لیکن اب جبکہ وہ لمحہ آن پہونچا ہے جس میں عقل و فہم کی ضرورت ہوتی ہے تو میں محسوس کرتی ہوں کہ مجھے تمہاری زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت اِس کے کہ تمہیں میری ضرورت ہو...... اور یہی وجہ ہو کہ میرے آنسو جاری ہیں ثریا! اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے لبوں سے تمہارے لبوں کو دباتی ہوں...... تاکہ ہم دونوں کو اس قدر قُرب حاصل ہو جائے جو ممکن ہو سکتا ہو۔ ...... اس شے سے جس کا فیصلہ ہمارے اعماق میں ہو رہا ہے..... آج صبح میں نے بُری طرح تم کو تکلیف پہونچائی۔

ثریا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم نے مجھکو تکلیف نہیں پہونچائی۔

پروین۔ آج صبح میں نے بُری طرح تم کو تکلیف پہونچائی اور میری واحد آرزو یہ ہے کہ آئندہ میرے وجود سے تم کو تکلیف نہ پہونچے..... لیکن ہم کس طرح ان ہستیوں کو تکلیف دینے سے باز رہ سکتے ہیں جن سے ہم کو سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے؟.....

ثریا۔ (سسکیاں لیتے ہوئے) پروین۔

پروین۔ آخر کیا بات ہے ثریا! تم کپکپا رہی ہو؟

ثریا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے تمہیں سوتے ہوئے دیکھا.....

پروین۔ تم مجھکو اکثر سوتے ہوئے دیکھو گی ثریا!

ثریا۔ اور آج تک کسی شخص نے مجھ سے کوئی بات نہیں کہی...... کسی نے نہیں ......کسی نے نہیں!......

پروین۔ ہاں، ہاں، میری قابلِ رحم ثریا! بلاشبہ ان لوگوں نے وہ بات تمہیں بتا دی ہوگی جو وہ سب سے کہہ دیتے ہیں.... لیکن اس پر غور کرنا تم نے ابھی تک نہیں سمجھا ہے....

ثریا۔ یہ وہ بات ہی نہیں تھی.... کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں....

پروین۔ کیونکہ ثریا تم نے اچھی طرح نہیں سُنا.... اور پھر ذرا دیکھنا.... صرف کان ہی نہیں سُنا کرتے.... اور وہ باتیں جو میں اب تمہارے گوش گذار کر رہی ہوں سوائے تمہارے دل کے درحقیقت کسی نے نہیں سُنیں.... اور تمہارے دل نے اُنہیں سُنی اَن سُنی کر دیا۔ اور صرف یہ بات اپنی لوح پر مرتسم کر لی کہ میں تم سے محبّت کرتی ہوں۔

ثریا۔ مجھے بھی تم سے محبّت ہے.....

پروین۔ اور اسی لیے تم نے میری باتوں کو سُنا اور انہیں بھی اتنی اچھی طرح سمجھ لیا جن کو میں ادا ہی نہیں کر سکتی۔ یہ صرف ہمارے ہی ہاتھ نہیں ہیں جو اس گھڑی ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ میری قابلِ رحم ثریا!.... لیکن اختر کو بھی تم سے محبّت ہے ..... کیا وجہ ہے کہ تم اُس کی باتوں پر متوجہ نہیں ہوتیں؟.....

ثریا۔ پروین! وہ تم جیسے نہیں ہیں۔

پروین۔ وہ مجھ سے بہتر ہیں اور کئی بار مجھ سے زیادہ دانشمندانہ طریقہ پر تم سے گفتگو بھی کر چکے ہونگے......

ثریا۔ نہیں ہرگز نہیں.... ایک ہی سی بات نہیں ہے.... سُنو میں اپنے مفہوم کو اچھی طرح واضح نہیں کر سکتی۔ میں ان کی موجودگی میں اپنے ہی وجود کے اندر روپوش ہو جاتی ہوں۔

...... میں اپنے آنسوؤں کو جذب کر لیتی ہوں..... میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے سمجھ لینے کو سمجھ جائیں..... میری محبت بے پایاں ہی.....

پروین۔ کہے جاؤ ثریا!۔

ثریا۔ کس قدر دشوار ہے..... تم نہیں سمجھو گی..... اور میں نہیں جانتی کہ تمہیں کس طرح سمجھاؤں.....

پروین۔ اگرچہ میں تمہارے الفاظ کو سمجھنے سے قاصر ہوں تاہم میں تمہارے آنسوؤں کی زبان سمجھ لوں گی......

ثریا۔ بیشک پروین یہی بات ہی۔ میں نہیں چاہتی کہ اختر مجھ سے کسی اور وجہ سے محبت کریں..... میں چاہتی ہوں کہ وہ صرف اس لئے مجھ سے محبت کریں کہ میں ثریا ہوں ...... آہ! میرے لئے اپنے مفہوم کو واضح طور پر ادا کر دینا غیر ممکن ہے...... میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھ سے اس لئے محبت کریں کہ میں اُن کی ہم خیال ہوں یا اسلئے کہ میں اُن کا جواب ہوں...... یہ تو ایسی بات ہے گویا میں اپنی ہی ذات سے حسد کرتی ہوں۔ کیوں پروین! تمہاری بھی کچھ سمجھ میں آیا؟

پروین۔ جب ہم ایک بلوری ظرف پر نظر ڈالتے ہیں تو ثریا ہم فوراً بتا سکتے ہیں کہ اس کے اندر صاف شفاف پانی ہے یا نہیں..... تم کو اندیشہ تھا۔ مبادا! اختر کو اس حقیقت کا علم ہو جائے کہ تم کس قدر حسین ہو..... یہ خوف اکثر ان ہستیوں پر طاری ہوتا ہے جو محبت کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ وہ کیوں خائف ہیں۔ شاید ہم بہت زیادہ متفکر

رہتے ہیں کہ کہیں اُن میں اُلوہیت پیدا نہ ہو جائے ..... اور یہ ایک ایسا خوف ہے جس پر غالب آجانا چاہیئے .... مگر دیکھنا ثریا یہ بہت ممکن ہے کہ دوسروں سے اپنی روح کو پوشیدہ رکھکر انجام کار ہم خود بھی اُسے نہ پا سکیں۔

ثریا۔ میں جانتی ہوں پروین کہ میں دانشمند نہیں ہوں .... میری آرزو ہے کہ وہ میرے گرویدہ ہو جائیں۔ خواہ میں کچھ نہ سمجھوں، کچھ نہ کروں، کچھ نہ دیکھوں .... میں خود کچھ بھی نہ ہوں ..... میں محسوس کرتی ہوں کہ وہ اس وقت بھی مجھ سے محبّت کریں جبکہ میرا وجود بھی نہ ہو ... اور اسی لئے چھپتی پھری چھپتی پھری۔ میں چاہتی تھی کہ ہر بات کو صیغۂ راز میں رکھ لوں۔ ..... پروین! یہ اختر کا قصور نہیں ہے ...... اور اسی لئے میں خوش تھی جب انہوں نے میرا بوسہ لیتے وقت اپنے شانوں کو جنبش دی یا اپنے سر کو ہلایا ...... میں اس لمحہ کی نسبت بھی زیادہ خوش تھی، جب اُنہوں نے میری تعریف و توصیف کی۔ لیکن میرا خیال ہے .... کیا میں یہ تمنّا کرنے میں غلطی پر ہوں کہ کوئی اسی طرح مجھ سے محبّت کرے۔

پروین۔ کون بتا سکتا ہے ثریا کہ ہمیں کس طرح محبّت کرنی چاہیئے؟ .... بعض ایک لحاظ سے محبّت کرتے ہیں اور بعض دوسرے لحاظ سے .... محبّت کبھی کچھ کرتی ہے اور کبھی کچھ ..... اور یہ ہر لحاظ سے دُرست ہے .... کیونکہ محبّت پھر محبّت ہے ..... اپنے اعماقِ قلب میں ہم نے محبّت کا قفس تعمیر کر لیا ہے اور اس پر ایسی نگاہ ڈالتے ہیں گویا ایک گدھ یا عجیب عقاب کو دیکھ رہے ہیں ..... وہ قفس ہمارا ہے لیکن پرندہ کسی کی ملکیت نہیں .... میری قابلِ رحم ثریا! دُنیا میں کوئی شئے ایسی نہیں جو ہماری محبّت سے

زیادہ بعید الفہم ہو...... لازمی ہے کہ ہم منتظر رہیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

ثریّا۔ پروین! تمہیں ان سے محبّت ہے؟

پروین۔ کن سے ثریّا؟

ثریّا۔ اختر سے۔

پروین۔ میں اُن سے محبت کئے بغیر کس طرح رہ سکتی ہوں؟

ثریّا۔ کیا اُن سے تم بھی اسی نوع کی محبّت کرتی ہو، جیسی میں کرتی ہوں؟۔

پروین۔ ثریّا! میں ان سے محبّت کرنے کی کوشش کرتی ہوں جس طرح تم سے کرتی ہوں۔

ثریّا۔ لیکن اگر وہ محبّت جو تمہیں اختر سے ہے بہت ہی گہری ہو جائے؟

پروین۔ میں تسلیم نہیں کرتی کہ کسی صورت میں بھی ایک ہستی کی محبّت بہت زیادہ گہری ہو سکتی ہے۔

ثریّا۔ لیکن اگر وہ مجھ سے محبّت کرنے کی نسبت تم سے زیادہ محبّت کرنے لگیں؟.....

پروین۔ وہ تمہاری اِن ہی صفات سے محبّت کریں گے، میری جن صفات سے محبّت کرتے تھے کیونکہ حقیقتاً وہ چیز تو ایک ہی ہے.....دُنیا کی کوئی ہستی میری نظر میں ایسی نہیں جیسی اختر کی.....کس طرح ممکن ہے کہ وہ تم سے محبّت نہ کر سکیں، یہ دیکھ کر کہ میں تم سے محبّت کرتی ہوں؟ اور یہ کہ میں تم سے محبّت کر سکوں اگر وہ تم سے محبّت نہ کریں؟.....بصورتِ دیگر نہ وہ اپنے جیسے رہیں گے نہ مجھ جیسے۔

ثریّا۔ میری ذات میں کوئی ایسی صفت نہیں جس سے وہ محبّت کر سکتے ہیں.....اور تم

اتنا سمجھتی ہو جو میں کبھی نہ سمجھوں گی ......

پروین۔ آہ! ثریا! میری بات مان لو جب میں کہتی ہوں کہ میرا تمام علم اس شئے سے زیادہ قابلِ وقعت نہیں ہے جس کو تم اپنی لاعلمی سمجھے ہوتے ہو..... میں اُن پر واضح کردوں گی۔ کہ تم اُن کے خیال سے بھی زیادہ حسین ہو..... اور تمہارے جذبات بھی بہت زیادہ عمیق ہیں ......

ثریا۔ کیا تم یقین کرسکتی ہو کہ وہ تمہاری موجودگی میں بھی مجھ سے محبّت کریںگے؟

پروین۔ اگر وہ اس جگہ میری موجودگی کے باعث تم سے محبّت نہ کریں تو ثریا! میں فوراً یہاں سے چلی جاؤں گی۔

ثریا۔ میں تم کو جانے نہیں دونگی۔

پروین۔ اور پھر بھی یہ ہو کر ہی رہے گا۔ کیونکہ میں اس صورت میں ترکِ محبّت کرلونگی...

ثریا۔ پروین یہ بات مجھے بہت افسردہ و غمگین بنادے گی...... آہ! مجھے تم سے محبّت ہوتی جارہی ہے..... تم سے محبّت!.....

پروین۔ میں عرصہ دراز سے تم سے محبّت کرتی تھی.....

ثریا۔ میں نے نہیں کی..... اور جب پہلے پہل میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے تم سے محبّت نہیں ہوئی اگرچہ اس صورت میں بھی مجھے تم سے محبّت تھی...... ایک لمحہ ایسا تھا کہ جبکہ میں اُس کی آرزومند تھی..... آہ..... کس قدر بُری بات ہے.... بہت بُری.. لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ تم ایسی نیک ہوگی..... اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو خباثت کئے

بغیر نہ رہتی۔

پروین۔ نہیں، نہیں ثریا! تم اپنے وجودِ حقیقی میں کبھی کسی فعلِ شنیع کی مرتکب نہ ہوتیں۔ لیکن افسردہ و غمگین ہو جانے کی صورت میں تم امتیاز نہ کرسکتیں کہ کس طرح نیک بنا جائے۔

ثریا۔ پروین! میں دوبارہ تمہارا بوسہ لینا چاہتی ہوں۔۔۔ کتنی عجیب بات ہے۔۔۔۔ میں ابتدا میں تم کو پیار نہ کرسکتی تھی۔۔۔۔ آہ! میں تمہارے لبوں سے خائف تھی، نہیں معلوم کیوں؟۔۔۔۔ اور اب۔۔۔ کیا وہ اکثر تمہیں پیار کرتے ہیں؟

پروین۔ وہ؟

ثریا۔ ہاں۔۔۔۔

پروین۔ ہاں ثریا! اور میں بھی اُن کو بوسے دیتی ہوں۔

ثریا۔ کیوں؟

پروین۔ کیونکہ بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کو ایک بوسہ کی زبان ہی بیان کرسکتی ہے کیونکہ شاید صرف بوسہ کی تحریک پر وہ سب کچھ جو عمیق ترین ہے اور لطیف ترین بھی ہماری روح میں سے کھنچکر باہر آجاتا ہے۔

ثریا۔ اچھا پروین! تم میری موجودگی میں ان کو پیار کرسکتی ہو؟

پروین۔ اگر تم چاہو تو میں کبھی اُنکو بوسہ نہیں دونگی۔

ثریا۔ (اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے) اور تم اُن کو پیار کرسکتی ہو جب میں اس جگہ موجود نہ ہوں۔۔۔۔ پروین! میں خوش ہوں کہ میں نے تم کو بیدار کر دیا۔

(وہ پروین کے شانہ پر جھک جاتی ہوا ور چپکے چپکے سُبکیاں لیتی ہے)

پروین۔ میں بھی خوش ہوں ثریا کہ میں نے تم کو بیدار کر دیا...... آؤ...... ہمیں چلنا چاہیئے...... یہی مناسب ہے کہ ایسی جگہ زیادہ دیر نہ ٹھیرا جائے جہاں کسی کی روح کو ایک انسانی رُوح سے بھی زیادہ مسرت حاصل ہو چکی ہو۔

(وہ ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے چلی جاتی ہیں....)

منظرِ سوم

(محل کا ایک کمرہ۔ نجمہ اور ثریا سا یہ میں آخری سرے پر ہیں...)

نجمہ۔ یہ تمہارے لئے بہت شدید ہی... میری قابلِ رحم ثریا..... تم جو چاہو سو کہو.... تم اپنا سر ہلاتی ہو مگر عین اس لمحہ تم اپنے آنسوؤں کو پونچھ رہی ہو.....

ثریا۔ لیکن نانی اماں! میں نے آپ سے شاید نہیں کہا کہ میرے آنسو ٹپکنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں خوش ہوں!۔

نجمہ۔ جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو وہ اس طرح رویا نہیں کرتے۔

ثریا۔ ہاں ہاں..... انہیں اسیلئے رونا چاہیئے..... ورنہ پھر میں کیوں رو رہی ہوں؟

نجمہ۔ میری سُنو..... ثریا! ابھی ابھی میں نے وہ تمام باتیں سُن لیں جو تم نے پروین کی بابت مجھے بتائیں تھیں.... میں اس کی طرح بات نہیں کرسکتی۔ میں ایک ضعیف عورت

ہوں جو کچھ نہیں جانتی.... لیکن میرے اوپر بھی مصیبتیں گذری ہیں...... اور اِس دُنیا میں میرے لئے صرف تم ہی تم ہو...... اس بیان میں صداقتیں پنہاں ہیں.... میں بتائے دیتی ہوں..... شاید اس میں وہ لطافت نہ ہو جو پروین بیان کرتی ہے..... لیکن سب سے زیادہ حسین صداقتیں ہی ہمیشہ درست نہیں ہوتیں...... اور نہ قدیم ترین اور آسان ترین غلط ہوتی ہیں..... میری قابل رحم ثریا! یہ امر بالکل واضح ہے کہ تمہارے تبسّم کے باوجود تمہارے رُخسار زرد پڑتے چلے جا رہے ہیں...... اور جوں ہی تم کو یہ خیال آتا ہے کہ تم تنہا ہو تمہارے آنسو ٹپکنے شروع ہو جاتے ہیں۔

(کمرے کے عقبی حصّہ میں پروین داخل ہوتی ہے ثریا اور نجمہ کو اسکا علم نہیں ہوتا)

نجمہ۔ اور مجھے بتاؤ کہ تمہارے خیال میں اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے...... اپنے اس گوشہ میں بیٹھ کر میں نے بہت صبر و استقلال سے اس امر پر غور کیا ہے...... اور میں اپنی سی کوشش کر رہی ہوں کہ نرمی سے بولوں اگرچہ اس غم و اندوہ کا تصوّر کر کے مجھے رنج ہوتا ہے جس میں تم مُبتلا ہو گئی ہو....... اور یہ کہ تم اپنے کسی فعل سے اس کی مستحق نہیں ہو...... اِس قسم کے غم و اندوہ کے لئے صرف دو انسانی حل ہوتے ہیں... یا تو تم میں سے ایک مر جائے یا دوسری ترکِ سکونت کر دے..... اور کس کو چلا جانا چاہیئے؟ کیا اُسے نہیں جس کو قسمت نے اس جگہ بھیجنے میں بہت تاخیر کی؟

ثریّا۔ وہ کیوں چلی جائے؟..... بلکہ وہ کیوں نہیں جس نے یہاں آنے میں عجلت سے کام لیا۔

پروین۔ (قریب آتے ہوئے) میری قابلِ رحم ثریا! کوئی آنے میں عجلت نہیں کر سکتا.....

ایک ہستی اسی وقت آتی ہے جب ساعت آ پہونچتی ہے اور میرا خیال ہے کہ نانی اماں صحیح کہتی ہیں۔

ثریا۔ اگر ان کا قول درست ہو تو ہمارے لئے بے قیاس غم و اندوہ ہے۔

پروین۔ اور اگر وہ غلطی پر ہوں تب بھی آنسو ہوں گے..... فی امان اللہ ثریا... بہت دیر ہو گئی..... اختر تمہارے منتظر ہیں۔

ثریا۔ کیوں پروین کیا تم نہیں آؤ گی اور میرے ساتھ مل کر اُن سے بغلگیر نہیں ہو گی؟

پروین۔ ثریا! میں آئندہ کبھی اُنکو بوسہ نہیں دونگی۔

ثریا۔ آخر کیا بات ہے پروین؟ تمہاری آنکھیں چمک رہی ہیں.... تم مجھ سے کوئی بات چھپا رہی ہو۔

پروین۔ میری آنکھیں چمک رہی ہیں کیونکہ ثریا اب میرے دل میں کوئی بات چھپانے کے لئے نہیں ہے لیکن چند لمحے گذرے میں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا کہ اُن کو تم سے اس قدر گہری محبت ہے جو اُن کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہو سکتی۔

ثریا۔ کیا یہ اُنھوں نے کہا تھا؟

پروین۔ نہیں اگر یہ بات اُنھوں نے کہی ہوتی تو مجھے اسقدر زیادہ یقین نہ آتا۔

ثریا۔ اور تم سے پروین..... کیا اب اُن کو تم سے محبت نہیں رہی؟......

پروین۔ تمہارے مقابلے میں ثریا! اختر کو مجھ سے کم محبت ہے۔

ثریا۔ آہ! میری بیچاری پروین.... لیکن یہ ناممکن ہے۔ اُن کو تم سے کم محبت کیوں ہو؟

مجھے بتاؤ کہ کیا کیا جاتے ..... کیا میں تمہارے ساتھ ٹھیروں؟ میں ان سے کہہ دونگی۔

پروین۔ نہیں نہیں ثریا اُن کے پاس جاؤ۔ میں کبھی اتنی خوش نہیں ہوں گی جتنی آج رات ہوں۔

(وہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کا بوسہ لیتی ہیں اور الگ الگ دروازوں سے چلی جاتی ہیں)

تیسرا ایکٹ

منظر اول

(پائیں باغ میں اختر و ثریا داخل ہوتے ہیں)

ثریا۔ معاف کرنا اختر...... میں جانتی ہوں کہ تم خلوت کو زیادہ پسند کرو گے۔ میں تمہارے لئے ہمیشہ غم کا سبب بنتی ہوں، لیکن میں صرف ایک لمحہ ٹھہروں گی...... میں ابھی ابھی پروین کے کمرے ہی سے آ رہی ہوں ــــــ وہ سو چکی ہے۔ میں نے اُسے پیار کیا مگر وہ بیدار نہیں ہوئی، گو اُس کے بستر پر ستارے چمک رہے تھے...... میں تمہیں زیادہ دیر تک نہیں روکوں گی، پھر ہم چل کر اُسے جگائیں گے۔ کیونکہ حالتِ خواب میں وہ رو رہی ہے...... مجھے تو اکیلے اُسے جگاتے ڈر لگا ــــــ مگر دیکھنا مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے...... اب تک تو مجھے نہیں معلوم کہ میں صحیح ہوں یا غلط ــــــ یا وہ اچھا ہو گا یا بُرا...... پروین سے میں پوچھ نہیں سکتی اور اگر میں غلطی پر ہوں تو تم مجھے معاف کرنا۔

اختر۔ وہ بات کیا ہے ثریا؟...... یہاں آؤ، اور میرے پاس بیٹھو۔ جب تک تم بولتی رہو گی میں تمہارے بالوں سے کھیلتا رہوں گا، اور مجھے نہ دیکھتے ہوئے تم زیادہ ہمت سے

بات کر سکو گی...... مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی چیز ہے جو تمہارے دل پر شدید بار ہے۔

ثریا۔ میرے دل پر نہیں، اختر.... بلکہ مجھ پر.... میں نہیں جانتی کہاں..... میری رُوح پر، شاید..... وہ کوئی ایسی چیز ہے جو مجھے دبا رہی ہے اور مجھے سمجھا رہی ہے ــــ کیا؟...... مجھے اسکے متعلق ابھی تک کچھ معلوم نہیں، لیکن میں زیادہ خوش ہوں اُس وقت سے جبکہ میری رُوح آزاد تھی.....

اختر...... ایسے بھی اوقات ہوتے ہیں جبکہ دل مغلوب ہو جاتا ہے، اور رُوح پھر بھی اپنے آپ کو مسرور سمجھتی ہے...... خیر اس کو تو چھوڑو۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ آج شب کو تمہیں کس بات کی پریشانی ہے......

ثریا۔ پروین جا رہی ہے.....

اختر۔ کون ہے ــــ پروین؟ کیا یہ اُس نے تم سے کہا ہے؟۔

ثریا۔ ہاں۔

اختر۔ کب؟..... اور وہ جا کیوں رہی ہے؟۔

ثریا۔ اُس نے نہیں کہا..... مگر وہ جائے گی ضرور۔ کیونکہ اب وہ سمجھتی ہے کہ یہی مناسب ہے اور ایسا ہی کیا جائے..... اور میں اپنے آپ سے یہ پوچھ رہی ہوں کہ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اس کی بجائے میں چلی جاؤں۔.....

اختر۔ کون؟ ــــ تم، ثریا؟ ــــ لیکن آخر ہوا کیا ہے؟.....

ثریا- کچھ نہیں ہوا، اختر- اور میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ تم اسکا ایک لفظ بھی پروین سے نہ کہنا ـــــ تم صرف اُس کے آنسوؤں کے محرک ہوگئے، اگرچہ اُن کے لئے کوئی سبب نہیں...... مگر اختر دیکھو تو سہی میں بھی ان باتوں پر غور کرتی رہی ہوں جب تم اور وہ ساتھ تھے اور میں وہاں نانی اماں کے پاس بیٹھی تھی...... اور جب تم دونوں واپس آئے تو تم اس قدر خوش اور اس قدر یک دل تھے کہ جیسے جیسے تم قریب آتے گئے ہر شخص خاموش رہنے پر مجبور ہو گیا- میں نے اپنے تئیں اکثر کہا ہے کہ میں ایک ایسی حقیر چھوٹی سی ہستی ہوں جو تمہارے قدم بقدم کبھی نہیں چل سکتی مگر تم دونوں مجھ سے اتنی اچھی طرح پیش آئے ہو کہ میں نے اُسکو اتنے جلدی محسوس نہیں کیا جتنے جلدی کہ کر لینا چاہیئے تھا- اور تم نے اکثر اس کی خواہش کی کہ میں تمہارے ساتھ چلوں، کیونکہ میں غمزدہ تھی اور جب میں وہاں ہوتی تھی تو تم دونوں بہت خوش دل نظر آتے تھے- مگر اسی نوع کی مسرت تمہاری روحوں میں نہیں تھی، اور میں تم دونوں کے درمیان ایک نووارد کی طرح تھی- جو سردی سے کانپ رہا ہو- اور پھر اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا، اور نہ میرا ہی قصور تھا- میں خوب جانتی ہوں کہ میں سمجھ نہیں سکتی- لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ یہ ایسی چیز ہے جسے سمجھنا پڑے گا......

اختر- میری پیاری، پیاری اور اچھی ثریا...... وہ کیا ہے جسے تم سمجھتی ہو کہ تم سمجھ نہیں سکتیں ہو ـــــ کیا تم یہ خیال کرتی ہو کہ ہم کسی ایسی چیز کو سمجھتے ہیں جسے سمجھنے سے تم قاصر ہو؟...... یہ ہمیشہ روح ہی ہوتی ہے جو جانتی ہے کہ کس طرح اپنا اظہار

کرے جو ہمیں مائل کرتی ہے، مگر وہ جو مستور رکھے وہ بھی کچھ کم حسین نہیں ہوتی، نہیں، وہ اس سے بھی زیادہ حسین ہوسکتی ہے، اپنی لاعلمی ہی کی وجہ سے......

ثریا۔ نہیں نہیں اختر۔ میں خواہ اپنی پوری پوری کوشش ہی کیوں نہ کرلوں، ہمیشہ اختلاف ہی رہیگا اور جب کبھی تم میری کسی بات سے خوش ہوتے ہو تو محض اس لئے کہ میں نے پروین کی نقل اتارنے کی کوشش کی......

اختر۔ ثریا......

ثریا۔ آہ، اختر، میں نے تم سے یہ طنزاً نہیں کہا ہے..... کیا تم نے یہ سمجھا کہ میں تم پر طنز کر رہی ہوں؟ میں اب ویسی نہیں رہی جیسی کہ پہلے تھی، اور میں آئندہ کسی کو بھی کچھ نہ کہوں گی۔ میں خود بھی نہیں بتا سکتی کہ مجھ میں یہ تبدیلی کیسے ہوگئی۔ اور اگر کچھ ہی عرصہ پہلے مجھ سے کوئی کہتا کہ غم اپنے ساتھ مسرت لائیگا، کہ ایک دن ایسا آئیگا کہ میں اپنے لب اُس عورت کے لبوں پر رکھ دوں گی جس سے تم محبت کروگے...... اگر مجھ سے کوئی یہ کہتا تو میں کبھی اس کا یقین نہ کرتی۔ اور اب یہ سب کچھ ہوگیا اور میں مجبور و لاچار ہوں...... اور گو تم مجھ سے کہتے ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے، یہ سوچتے ہوئے کہ اس سے میرا غم دور ہو جائیگا، لیکن مجھ سے تم وہ باتیں نہیں کہہ سکتے جو پروین سے کہتے ہو.......

اختر۔ شاید میں وہی باتیں نہ کہہ سکوں، ثریا۔ وہ باتیں جو ہم فی الحقیقت کہنی چاہتے ہیں شرمندۂ الفاظ نہیں ہوسکتیں، اور یہ ہوسکتا ہے کہ جب ہم نہایت خلوص کے

ساتھ اپنی محبوب ہستی سے کچھ کہنا چاہتے ہیں ـــــــ تو ہم صرف اُن استفسارات کے جواب دیتے ہیں جنہیں کان نہیں سُن سکتے۔ اور دو مختلف روحیں ایک ہی سے سوال کبھی نہیں پوچھ سکتیں۔ اور اس لئے، اگرچہ ہمیں علم نہیں ہوتا، ہمارے الفاظ ایک ہی سے نہیں ہوتے...... لیکن وہ سوالات جو تمہاری پُرخلوص روح مجھ سے کرتی ہے، میری غریب ثریا، اتنے ہی حسین ہوتے ہیں جتنے کہ پروین کی روح کے ...... وہ کسی اور دُنیا کے ہوتے ہیں، بس اس لئے تم اس بات سے تو غمزدہ نہ ہو ثریا...... آؤ، مجھے اپنے لب دو...... آج شب کو میں تمہیں بوسہ دیتے ہوئے تمہاری روح پر بوسہ ثبت کرتا ہوں، ثریا...... چلو، نصف شب کی آواز آرہی ہے۔ چلو چلکر دیکھیں کہ پروین اب بھی سوتے میں سسکیاں لے رہی ہے یا نہیں......

(ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے ہوئے وہ دونوں چلے جاتے ہیں)

منظر دوم

(محل کا ایک کمرہ۔ پروین اور اختر داخل ہوتے ہیں)

پروین۔ تم نے وہ دروازہ بند ہونے کی آواز سُنی ؟

اختر۔ ہاں۔......

پروین۔ وہ ثریا تھی...... اُس نے ہمارے آنے کی آواز سُن لی اور ہمیں یکجا تنہا چھوڑ دینے

کی غرض سے چلی گئی.......

اختر۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ آج صبح وہ اپنے مینارہ پر جائیگی۔ ایک عجیب بڑے پرندے کی اطلاع ملی ہو.......

پروین۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور یہیں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہو کہ سارا کمرہ اس کی واپسی کا منتظر ہے.......ان چھوٹی چھوٹی کشیدہ کاری کی چیزوں کو دیکھو جنہیں کھڑکی کے پاس چھوڑ گئی ہو.....ریشم کی لچھی، جواہر، سنہری روپہلی کا مدانی......

اختر۔ اور یہ رہی وہ انگوٹھی جس پر ہمارے نام کندہ ہیں..... اور وہ رہے اس کے پسندیدہ بنفشہ کے پھول ـــــ اور یہ ہو اس کا رومال (وہ رومال اُٹھاتا ہو اور جب اُسے چھُوتا ہو تو کانپتا ہے) آہ!.......

پروین۔ کیا ہے؟......

اختر۔ (اسکو رومال دیتا ہو) یہ......

پروین۔ آہ!......

اختر۔ یہ اب تک اُس کے آنسوؤں سے گرم ہے......

پروین۔ دیکھا تم نے، اختر...... وہ چونکہ خود کچھ نہ کہے گی، یہ سب چھوٹی چھوٹی سی چیزیں اس کی طرف سے بول رہی ہیں اور مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ اب بھی وقت ہو.... (وہ رومال لے لیتی ہے) یہ مجھے دیدو، اختر...... اُن سب کا ننھا سا شاہد جو ہم سے چھپادئے گئے ہیں۔ اگر تجھ سے بھی کوئی کچھ نہ سمجھے تو فی الحقیقت مُردہ ہو......

اختر۔ پروین..... (اُسے بوسہ دینا چاہتا ہے۔)
پروین۔ مجھے پیار نہ کرو..... اُس سے اچھی طرح محبّت کرو، اختر......
اختر۔ میں نہیں جانتا کہ کس چیز کا یقین کروں، پروین..... ایسے بھی اوقات ہوتے ہیں جب میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے اُس سے بھی اتنی ہی محبّت ہے جتنی کہ تم سے، اور بعض اوقات تم سے بھی زیادہ، کیونکہ وہ میرے لئے بعید الفہم ہے، یا یہ کہ میں نے اُسے پوری طرح سمجھا ہی نہیں ہے...... اور پھر جب میں تمہیں دوبارہ دیکھتا ہوں تو اُس کا تصوّر ذہن سے اُتر جاتا ہے اور مجھے اس کا خیال بھی نہیں آتا......
پروین۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں اُس سے محبّت ہے، اختر۔ اور اسی لئے مجھے چلا جانا چاہیئے.....
اختر۔ لیکن صرف تمہارا ہی وجود ہے جو اُس کی محبّت کا باعث ہے، پروین، اور جب تم مجھ سے دور چلی جاؤ گی تو میں اُس سے محبّت نہ کر سکوں گا.....
پروین۔ مجھے معلوم ہے، اختر، کہ تمہیں اُس سے محبّت ہے اور مجھے اس کا اتنا زیادہ علم ہے کہ میں نے ایک سے زیادہ دفعہ اُس محبّت پر رشک کیا ہے جو تمہیں اُس غریب بچّی سے ہے..... آہ! یہ مت سمجھو کہ میں بے عیب ہوں..... اگر ثریا اب ویسی ہی نہیں رہی ہے جیسی کہ نظر آتی تھی تو میں بھی جب سے تمہارے ساتھ رہنے لگی ہوں بدل گئی ہوں۔ جب میں آئی تھی تو ضرورت سے زیادہ عقلمند تھی۔ میں اپنے دل میں کہا کرتی تھی کہ حُسن موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا اُن آنسوؤں کے لئے جو اُس کی خاطر بہائے جاتے ہیں،

اور میں اُس نیکی کو بیکار سمجھتی تھی جس کی رہنمائی کے لئے عقل و دانش نہ ہو۔ مگر میں اب محسوس کرتی ہوں کہ سچّی نیکی اِنسانی اور ابلہانہ ہوتی ہے اور عقل و دانش کی محتاج نہیں ہوتی... میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوبصورت عورت سمجھتی تھی۔ اب مجھے معلوم ہوگیا کہ کمزور سے کمزور ہستی بھی اتنی ہی خوبصورت ہوتی ہے جتنی کہ میں، اور اُسے اپنے حُسن کا علم نہیں ہوتا...... جب میں ثریّا کی طرف دیکھتی ہوں تو اپنے آپ سے سوال کرتی ہوں آیا میرے ہر ممکن فعل سے اُس کی نازک رُوح کی خفیف کوششیں بھی عظیم تر اور ہزار گنی پاکیزہ نہیں ہیں۔ میرے دل میں کوئی ایسی چیز ہے جو مجھ سے سرگوشی کرتی ہے کہ وہ اس قدر خوبصورت ہے کہ کچھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اُسے صرف اپنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہے اور وہ اس کے دل کے خزانوں سے بھر جاتے ہیں، اور ان انمول جواہرات کو وہ کانپتی ہوئی اس طرح پیش کرتی ہے جس طرح ایک اندھی لڑکی جسے یہ نہ معلوم ہو کہ اُس کے دونوں ہاتھ ہیروں اور موتیوں سے پُر ہیں......

اختر۔ یہ عجیب بات ہے، پروین..... جب تم مجھ سے اس کا ذکر کرتی ہو تو میں تمہارا، صرف تمہارا دم بھرنے لگتا ہوں اور تم سے اور بھی زیادہ محبّت کرنے لگتا ہوں...... تم اُسکی تعریف کرتی ہو مگر وہ تعریف تمہاری ہی ہو جاتی ہے اور دُنیا کی کوئی طاقت اس میں تغیّر نہیں کر سکتی۔ اُس کے لئے جو میری محبّت ہے اُس محبّت کو کبھی پہونچ ہی نہیں سکتی جو تمہارے لئے ہے، خواہ کسی دیوتا ہی کی مرضی کیوں نہ ہو.....

پروین۔ جب میں یہاں آئی تھی تو سمجھتی تھی کہ ہر بات ممکن ہے اور کسی کو تکلیف اُٹھانی نہ

پڑے گی..... مگر اب میں دیکھتی ہوں کہ زندگی ہمارے خوبصورت ارادوں کی مطابقت سے انکار کر رہی ہے...... اور میں یہ محسوس کر رہی ہوں کہ اگر میں تمہارے ساتھ رہ کر اوروں کے لئے تکلیف کا سبب بنی رہونگی تو میں وہ نہیں رہونگی جو تم ہو اور تم وہ نہیں رہو گے جو میں ہوں اور ہماری محبت آئندہ وہ نہ رہیگی جو آج ہے......

اختر۔ یہ ممکن ہے، پروین..... لیکن کیا ایسا کرنے میں ہم حق بجانب نہ ہوں گے؟.....

پروین۔ آہ! اختر، حق بجانب ہونا یا نہ ہونا کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی ساری زندگی حق بجانب نہ ہونے ہی میں گذار دے، بجائے اس کے کہ اُن کی آنکھوں کو لبریز اشک کرے جو حق بجانب نہیں ہیں..... میں بھی وہ سب کچھ جانتی ہوں جو کہ کہا جا سکتا ہے لیکن کہا ہی کیوں جائے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہم خوب جانتے ہیں، وہ عمیق تر صداقت، جس پر ہمارے حسین سے حسین الفاظ بھی بے اثر ثابت ہونگے، اس طرح بدلی نہیں جا سکتی۔ یہی وہ چیز ہے جس کی آواز ہمیں سُننی پڑے گی — یہ صداقت جو خوبصورت تقریروں کو حقارت سے ٹھکرا دیتی ہے، باوصف اُن تمام باتوں کے جو ہم کہتے اور کرتے ہیں، یہ چیزوں کی سادگی ہی ہوتی ہے جو ہماری زندگی کا رُخ بدلتی رہتی ہے۔ اور اُس سے اُلجھنا جو سادگی لئے ہوئے ہو شکست کی آرزو کرنا ہے..... جب اتنی تاخیر ہو چکی تھی تو ہمیں کیوں ملایا، تمہیں اور مجھے؟ کون جانتا ہے؟ یہ کہنے کی جرأت کون کر سکتا ہے کہ قسمت اور مشیّت ایک نہیں ہیں؟......

اختر۔ (اپنے بازوؤں میں اُسے حلقہ کرتے ہوئے) مجھے تم سے محبت ہے، پروین! اور یہ بہترین محبت ہے جو ہم پر چھا رہی ہے......

پروین۔ (اسکے گلے میں باہیں ڈالکر) مجھے تم سے محبت ہے، اختر! اور وہ محبت جو ہم پر چھا رہی ہے ایسی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی......

(خاموشی)

اختر۔ کیا تم نے کبھی سوچا بھی ہماری آئندہ زندگی کیسی ہوگی۔ جب ہم ایک دوسرے سے بہت دُور ہوں گے، جب ہماری اس عظیم محبت کی صرف ایک دُھندلی سی یاد باقی رہ جائے گی جو اور یادگاروں کی طرح مٹ جائے گی؟ میں آئندہ سال کیا کر رہا ہوں گا؟ تم آئندہ سال کیا کر رہی ہوگی؟ وہاں دُور...... جب ہم اس خلا میں اپنے ہاتھ ایک دوسرے کی طرف پھیلائیں گے تو بھیانک دن اور مہینے اپنی تیوریاں چڑھا کر ہمیں گھور رہے گے...... ہم خواہ یہی کیوں نہ کہتے رہیں کہ ہماری محبت جدائی کے طویل عرصہ میں بھی نہیں بدلے گی خواہ جنگل اور درخت اس فصل میں پھیل جائیں تاہم ہماری یہ بیچاری زندگی ایسے لمحات سے مملو ہوتی ہے جن میں عزیز سے عزیز خیال بھی اس معدومیت کے آگے مفتوح ہو جاتا ہے جو بہت عرصہ تک قائم رہے......

پروین۔ مجھے معلوم ہے، اختر...... یہاں یہ ممکن ہے کہ ہم خوش رہ سکیں، وہاں یقیناً غم ہمارا منتظر ہے...... اور پھر یہ جانتے ہوئے بھی ہم دونوں محسوس کر رہے ہیں کہ وہ بات جو میں کر رہی ہوں وہی بات کرنے کی بھی ہے...... اور اگر تم ایسا لفظ

ادا کر سکتے جو مجھے یہاں روک رہے ہیں، تم وہ لفظ نہ کہہ سکتے۔ یہ لازمی ہے کہ جو لوگ سچی محبت کرتے ہیں جس کی اوروں کو پروا نہیں ہوتی ان کے غم بھی ایسے ہوتے ہیں جن کا اندازہ اوروں کو نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی صدمہ نہیں ہے، میرے لیے جائیے اختر! لیکن ہم دونوں صلہ کے متمنی نہیں ہیں۔

(وہ باہر چلے جاتے ہیں)

منظر سوم

(ایک مینارہ کے قریب۔ پروین اور اختر داخل ہوتے ہیں)

پروین۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہیں ہوا کہ میں نے اُسے دیکھا تھا۔ وہ مینارہ کے اوپر تھی اور اسکے چاروں طرف سمندری پرندے چیخ رہے تھے، گذشتہ دو تین دن سے وہ اپنا بیشتر وقت اسی کے اوپر گذارتی ہے اور میں نہیں جانتی کہ اس سے میری روح پر کیسا عجیب سایہ پڑتا ہے۔ وہ بظاہر افسردہ کم نظر آتی ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اُس کا دل زیادہ پریشان نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے گہرے نتھے سے دل میں کوئی تدبیر مُرتّب ہو رہی ہے......

اختر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی گذشتہ زندگی پر مسکرا رہی ہے ـــــ پہلی سی ثریا کی طرح...... کیا تم نے محسوس نہیں کیا کہ اس کے لبوں پر اب ہمیشہ ایک گیت رہتا ہے....

جب وہ ہمارے سامنے سے گذرتی ہے تو ایک پُراسرار روشنی اس پہ چمکتی نظر آتی ہے...... بہتر ہوگا کہ جب تک اُس کی طبیعت میں کچھ سکون نہ پیدا ہو جائے تم اُس سے اپنی روانگی کا ذکر نہ کرو، بہتر ہو کہ اُس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک کہ وہ چیز جس سے کہ اُس میں تبدیلی ہو رہی ہے اُس کی روح میں گہری جڑ نہ پکڑلے......

پروین۔ نہیں، میں آج اُس سے کہدوں گی...... اور یہ کہ اُس سے کیا کہا جائے؟ میں نے اُسے بھی سوچ لیا ہے، اور پہلے میں نے یہ سوچا تھا کہ اُس سے سچی بات چھپانی بہتر ہوگی تاکہ اُسے صدمہ کم پہونچے...... مسکراؤ نہیں، اختر...... مجھ میں عام نسوانیت اس قدر کم ہے کہ تمہیں تعجب ہوگا یہ دیکھ کر کہ میں بھی اس معاملہ میں اور عورتوں کی طرح ہوں — یہ کہ اپنے دل کی گھبراہٹوں میں بھی اُن کی سی مضمحل پیچیدہ عقل و دانش رکھتی ہوں — اور یہ کہ جب محبت اس پہ حکمرانی کرتی ہے تو میں بھی باطل کا اُسی قدر جلد شکار ہو جاتی ہوں جس قدر کہ میری بہنیں...... اس لئے میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے کہدوں مجھے اب تم سے محبت نہیں رہی ہے، یہ کہ میں فریب میں مبتلا تھی، اور یہ کہ تمہاری محبت میرے لئے بھی فنا ہو چکی ہے، اسی قسم کی اور بے شمار باتیں اُس سے کہنی جو مجھے اس کی نظروں سے گرا دیتیں اور اس طرح اس کے غم کو بھی کم کر دیتیں مگر سچ یہ ہے کہ جب اُس کی بڑی بڑی پاکیزہ آنکھیں مجھ سے چار ہوئیں تو میں نے محسوس کیا کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ طرزِ عمل خوشنما نہیں تھا...... سُنو...... مجھے اُس کی آواز سُنائی دے رہی ہے...... مینارہ کی سیڑھیوں پر سے

وہ گاتی ہوئی اُتر رہی ہے...... تم چلے جاؤ، اختر۔ مجھے اُس سے تنہائی میں بات کرنی چاہیئے کیونکہ وہ مجھ سے ایسی باتیں کرتی ہے جو تم سے ابھی تک نہیں کر سکتی، اور اس کے علاوہ یہ کہ جب صرف دو شخص تنہا ہوتے ہیں تب ہی صداقت اپنی حسین ترین جنّت سے نازل ہوتی ہے......

(اختر چلا جاتا ہے۔ خاموشی۔ پھر ثریّا کی آواز آہستہ آہستہ قریب آتی سنائی دیتی ہے)

ثریّا کی آواز۔ جب اُس کا محبّ باہر گیا

(میں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سُنی)

جب اُس کا محبّ باہر گیا

وہ مُسکرائی......

جب وہ باہر سے واپس آیا

(میں نے چراغ جلنے کی آواز سنی)

جب وہ باہر سے واپس آیا

تو وہاں کوئی اور تھا......

اور میں موت کو دیکھ سکتی تھی

(میں نے اُسکی روح کو کراہتے سُنا)

اور میں موت کو دیکھ سکتی تھی
جو اب بھی اُس کے سانس پر نظریں جمائے ہوئے ہو....

(ثریا داخل ہوتی ہے)

پروین۔ آہا، ثریا، تمہاری آنکھیں آج صبح کیسی چمک رہی ہیں!......

ثریا۔ اس لئے کہ ایک حسین خیال میرے دل میں آیا ہے، پروین.......

پروین۔ مجھے بتاؤ۔ کسی حسین خیال کو چھپانا نہیں چاہیئے کیونکہ اس سے ساری دُنیا کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے......

ثریا میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتی.... ننھی ثریا کے بھی راز ہیں اور یہ راز ہی رہنا چاہیئے!...... لیکن اگر تم ثریا ہوتیں تو کیا کرتیں —— تم کیا کرتیں اگر ایک اور پروین تم سے بھی زیادہ خوبصورت، ایک دن آتی اور اختر کے گلے میں باہیں ڈالدیتی؟

پروین۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ میں خوش رہنے کی کوشش کرتی.... یہ محسوس کرنیکی کوشش کرتی کہ گھر میں روشنی کا اضافہ اور بھی ہو گیا، اور میں اُس سے محبت کرنیکی کوشش کرتی اسی طرح جسطرح کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو، ثریا...

ثریا۔ تم اُس سے جلتی تو نہیں؟

پروین۔ میں کہہ نہیں سکتی، ثریا..... اپنے دل کی گہرائیوں میں، شاید..... ایک لمحہ کے لئے...... لیکن میں سمجھ لیتی کہ یہ میرے لائق نہیں ہے، اور میں خوش رہنے کی کوشش کرتی.......

ثریّا۔ مَیں بھی آئندہ خوش رہونگی، پرویں.....

پرویں۔ تم ایک لمحہ کے لئے بھی آئندہ ناخوش نہ ہوگی......

ثریّا۔ مجھے پوری پوری خوشی حاصل ہو اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ میرا یہ خیال ٹھیک ہو....

پرویں۔ تو کوئی ایسی چیز ہے جسے تم مجھ سے چھپانا چاہتی ہو؟ ثریّا؟.....

ثریّا۔ ہاں، لیکن صرف اُس وقت تک کہ وہ بہت ہی حسین ہو جائے۔.....

پرویں۔ وہ کب تک حسین بن جائے گی؟

ثریّا۔ جب مجھے معلوم ہو جائے گا...... جب مجھے معلوم ہو جائیگا..... ننھی ثریّا بھی حسین بن سکتی ہے...... تم دیکھو گی، تم دیکھو گی...... تم مجھ سے اور بھی زیادہ محبّت کرنے لگو گی، تم دونوں......

پرویں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اب سے بھی زیادہ تم سے محبّت کر سکتے ہیں، ثریّا۔

ثریّا۔ مَیں بہت شوق سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ تم کیا کرو اگر تم میری جگہ ہو؟

پرویں۔ تم ہی مجھے بتاؤ ثریّا۔.....

ثریّا۔ اگر میں نے ہی تمہیں بتادیا تو پھر وہی بات نہ رہیگی۔ اور تم مجھ سے سچّی بات نہ کہہ سکو گی......

پرویں۔ کیا میں سچ نہیں بولتی؟.....

ثریّا۔ ہاں، مَیں جانتی ہوں، مگر یہاں تم نہیں بول سکتیں.....

پرویں۔ تم آج عجیب نظر آرہی ہو، ثریّا۔ محتاط رہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم غلطی پر رہو.....

ثریا۔ نہیں، نہیں۔ مجھے تمہیں پیار کرنے دو، پروین..... ہر بوسہ مجھ سے سرگوشی کریگا کہ میں غلطی پر نہیں ہوں......

پروین۔ تمہاری آنکھوں میں ایک عجیب چمک ہے، میری ننھی ثریا.....گویا تمہاری روح تم میں اُچھل رہی ہے......

ثریا۔ اور تمہاری آنکھیں بھی آج زیادہ چمکدار ہیں، اگرچہ تم اُنہیں چھپانے کی کوشش کر رہی ہو.....

پروین۔ مجھے بھی تم سے کچھ کہنا ہے، ثریا.....

ثریا۔ اچھی کیا ہے، پروین؟..... تم تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خائف ہو، جیسی کہ میں ...... کہیں ایک ہی سی بات تو نہیں ہے؟.....

پروین۔ کیا بات، ثریا؟

ثریا۔ کچھ نہیں، کچھ نہیں..... میں تو صرف..... بتاؤ مجھے کیا ہے وہ۔ جلدی......

پروین۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اس سے پریشان نہ ہو جاؤ، ثریا۔ اگرچہ اُسے تمہارے لئے خوشی کا باعث ہونا چاہیئے......

ثریا۔ میں اپنا ایک آنسو بھی گرنے نہ دونگی، پروین.....

پروین۔ (اُس کا بازو پکڑتے ہوئے) اس کا کیا مطلب ہے ثریا؟ تم نے یہ کچھ اس قدر عجیب طریقے سے کہا......

ثریا۔ نہیں، نہیں... میں آیندہ نہیں رونے کی، بس صرف یہی ہے۔ کیوں کیا یہ ویسا

نہیں ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے؟

پروین۔ مجھے اپنی آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر دیکھنے دو......

ثریا۔ دیکھو، دیکھو...... جو کچھ دیکھو مجھے بتاؤ......

پروین۔ ہماری ہر بات پر رُوح آنکھوں میں ظاہر ہو جاتی ہے، جب ہم انہیں گھُور کر دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ غائب ہو رہی ہے...... اب جو میں تمہارے سامنے اُن خطرات کے ساتھ کھڑی ہوں جن کا ذکر کرنے کی میں جسارت نہیں کر سکتی، تمہاری آنکھوں کے شفّاف پانی کے سامنے، تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے سوال کر رہا ہے اور دبی زبان سے بہ سرگوشی کر رہا ہے "کیا دیکھتی ہے؟" بجائے اُس سوال کا جواب دینے کے جسے میں مُرتّب کرنے سے قاصر ہوں۔

(خاموشی)

ثریا۔ پروین؟......

پروین۔ ثریا؟......

ثریا۔ وہ کیا تھا جو تم مجھ سے کہنے والی تھیں؟......

پروین۔ میرے پاس آؤ، ننھی ثریا! افسوس! اگر ذرا بھی اور دیر ہو جاتی تو میں تم سے تمہاری کُل کائنات لے چُکی ہوتی......

ثریا۔ تم افسردہ ہو، پروین؟......

پروین۔ آؤ یہاں تمہارے مینارے کے قریب بیٹھیں اور اپنے لبوں کو میرے لبوں کے

قریب رہنے دو، بالکل اُس طرح جیسے اُس شام کو جب ہم نے پہلے پہل بات کی تھی۔۔۔ کیا نہیں یاد ہے وہ شام، کوئیں کے قریب؟ ایک مہینے سے بھی زیادہ ہو گیا میری غریب ثریا اُس وقت سے اب تک بہت سی چیزیں فنا ہو گئیں، بہت سی پیدا ہو گئیں اور روح میں تھوڑی سی روشنی کا بھی اضافہ ہو گیا۔۔۔۔ ایسے کچھ زیادہ لمحے ہمیں میسر نہ آئینگے کیونکہ کل میں تم لوگوں سے جُدا ہو کر چلی جاؤں گی اور ہر وہ بات جو ہم آخری مرتبہ کر رہے ہیں ہمارے غریب دلوں پر کس قدر بھاری اور ہراس انگیز گذرتی ہے۔۔۔۔

ثریا۔ کل جانے کا ارادہ ہے تمہارا؟

پروین۔ ہاں، کل، ثریا۔ یہ تھا جو میں تم سے کہنا چاہتی تھی۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ تم سے سچی بات چھپانی بہتر ہوگی تاکہ ایک دم سے تم پر غم کا حملہ نہ ہو جائے۔۔۔۔ مگر جب میں نے تمہارا خیال کیا تو میں نے فوراً محسوس کر لیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ اور اسی لئے میں تم سے کہنے آئی ہوں کہ میں کل یہاں سے چلی جاؤں گی تاکہ تم خوش رہو، اور میں انتہائی سادگی سے تم سے کہہ رہی ہوں۔ تمہیں اس کا یقین ہونا چاہیئے کہ یہ جُدائی مجھ پر بہت شاق گذر رہی ہے، نیز اس کا بھی یقین رکھو کہ تم بھی اس ایثار میں شریک ہو۔ کیونکہ ہم تینوں یہ ایثار کر رہے ہیں، اور ایک ایسی چیز کے لئے کر رہے ہیں جو اگرچہ اُس کا کوئی نام نہیں ہے، بہر حال ہم سے کہیں قوی تر ہے۔۔۔۔۔

ثریا۔ کل نہ جاؤ، پروین۔۔۔۔۔

پروین۔ کل کیوں نہ جاؤں، جب مجھے جانا ہی ٹھہرا؟۔۔۔۔۔

ثریّا۔ میں اُس وقت تک کیلئے تم سے نہ جانے کی درخواست کرتی ہوں جب تک کہ میں تم سے وہ نہ کہدوں جو مجھے کہنا ہے......

پروین۔ کیا تم مجھ سے جلد کہدو گی؟

ثریّا۔ ہاں، کیونکہ مجھے اب یقین ہو چکا ہے......اور کیا اختر کو معلوم ہے جو کچھ تم نے مجھ سے ابھی ابھی کہا ہے؟

پروین۔ ہاں۔

ثریّا۔ میں اب افسردہ نہیں ہوں، پروین......

پروین۔ تم کیا کرتیں، ثریّا، اگر میں تم سے بے کہے چلی جاتی؟۔

ثریّا۔ میں تمہارا پیچھا کرتی اور تمہیں واپس لاتی، پروین.....

پروین۔ اور اگر میں تمہیں نہ ملتی تو؟

ثریّا۔ میں تمہاری تلاش میں اپنی ساری عمر گذار دیتی......

پروین۔ مجھے یہ خوف ہی کہ کہیں تم مجھ سے پہلے نہ چلی جاؤ، ثریّا —— میں سوچ رہی ہوں کہ کہیں یہی وہ خیال نہ ہو جس کا تم نے ذکر کیا تھا......

ثریّا۔ نہیں، کیونکہ اس میں رنج ہوگا، میرا ارادہ اب مسرّت سے معمور ہے.... میں نے سونچا تھا، میں نے بھی، کہ بغیر کچھ کہے چلی جاؤں، لیکن اب.....

پروین۔ اب تم نہیں جاؤ گی؟

ثریّا۔ نہیں، نہیں، میری پروین، میں محل نہیں چھوڑونگی......

پروین۔ تم مجھ سے اس کا وعدہ کرتی ہو، اپنے اعماقِ رُوح سے؟......

ثریّا۔ اپنی رُوح کی گہرائیوں سے اور اپنی ابدی مسرت سے، پروین......

پروین۔ اگر میں آتی ہی نہیں تو شاید بہتر ہوتا......

ثریّا۔ اُس صورت میں میں کبھی خوش یا ناخوش نہ ہوتی کیونکہ میں کچھ بھی نہیں تھی......

پروین۔ شاید اُن کو جگانا بہتر نہیں ہے جو گہری نیند سو رہے ہوں، اور پھر جبکہ اُن کی نیند معصوم اور شیریں ہو......

ثریّا۔ بیشک یہی بہتر ہے، پروین، کیونکہ وہ دوبارہ سونے کی خواہش نہیں کرتے...... جب میں اُس وقت کا خیال کرتی ہوں جبکہ میری آنکھوں پر مُہر لگی ہوئی تھی تو مارے شرم کے گڑی جاتی ہوں...... جب میں اختر کو پیار کرتی تھی تو میں صرف ایک ننھی اندھی لڑکی تھی جسے کچھ بھی معلوم نہ تھا...... مگر کیا یہ سارا میرا ہی قصور ہے کہ میں اس درجہ کم توفیر تھی؟...... اور اب یہ حالت ہے کہ..... میں نے آج شب کو انہیں سوئے ہوئے دیکھا..... اور پھر...... میں تم سے کہہ سکتی ہوں نہ پروین؟......

پروین۔ (اسے گلے لگاتے ہوئے) ثریّا، میری ننھی ثریّا......

ثریّا۔ اور پھر میں نے انہیں پیار کیا، مگر وہ جاگے نہیں...... اور دریچہ میں سے مجھے نیلے آسمان پر ستارے نظر آ رہے تھے۔ اور میں نے محسوس کیا کہ وہ سب تارے میرے پاس آ گئے ہیں تاکہ میری روح میں ایک جنّت تعمیر کریں...... آہ میری غریب پروین تمہیں کبھی علم نہ ہوگا ــــ کیونکہ تمہیں سدا سے علم ہے...... لیکن اُس مردے جس سے کرکی

کو محبت ہو یہ کہہ سکتا کہ "مجھے تم سے محبت ہے"۔۔۔۔ اور وہ بھی آنکھیں کھول کر یہ کہہ سکتا! ...... اب میں سمجھتی ہوں..... میں نہیں جانتی کہ میرا جی ہر وقت یہ کیوں چاہتا ہے کہ یا تو چلی جاؤں اور یا مر جاؤں..... میں خوش ہوں اور بخوشی مرنا چاہوں گی تاکہ اور بھی زیادہ خوش رہوں.....

پروین۔ وفورِ مسرت کے لمحات میں موت کا خیال کرنا خطرناک ہوتا ہے..... میں تم سے ایک بات کا اعتراف کرتی ہوں..... ایک لمحہ کے لئے یہ خوف میرے دل میں تیزی سے آیا کہ تم نے جس خیال کا ذکر پہلے کیا تھا.....

ثریا۔ ہاں.....

پروین۔ کہیں وہ خیال ہو گا.....

ثریا۔ تم ڈرو مت، پروین، ایسا خیال تو صرف ایک نادان لڑکی ہی کو آ سکتا ہے.....

پروین۔ ہاں، یہ خیال اُس چھوٹے سے اندھے دل میں آ سکتا ہے جس کو صرف موت ہی محبت کا ایک ثبوت نظر آتی ہے..... حالانکہ برخلاف اس کے جو محبت کرتے ہیں اُنہیں زندہ رہنا چاہیئے۔ اور ہم جتنی زیادہ محبت کرتے ہیں ہمیں اتنی ہی زیادہ زندہ رہنے کی آرزو ہونی چاہیئے..... لیکن اس سے قطع نظر، میں جانتی تھی کہ ہم سے تمہاری محبت اس قسم کی محبت سے بہت بلند و بالا ہے..... اور یقیناً جس کی آرزو یہ ہو کہ وہ ہمجنسوں کو غم میں ڈبو دے، صرف ایسا ہی آدمی اس درجہ ظالمانہ اور خوفناک طریقہ وضع کر سکتا ہے کہ ایک معصوم موت کو اُن دونوں کے درمیان حائل کر دے.....

ثریّا۔ کیا میں بھی ایک بات کا اعتراف کروں، پروین؟ ......

پروین۔ مجھ سے ایک ایک بات کہدو، جس طرح میں نے تم سے ساری باتیں کہدی ہیں، میری ننھی ثریا۔ اس کا تصور کس قدر شیریں ہوگا کہ ہم میں کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ کوئی پہلو بھی ایسا نہ ہو کہ جس میں کوئی ایسا خیال پوشیدہ ہو جس سے ہم دونوں واقف نہ ہوں۔....

ثریّا۔ مجھے اس کا خیال ایک لمحہ کے لیے آیا تھا......

پروین۔ موت کا؟

ثریّا۔ ہاں، بہت عرصہ ہوا.... لیکن میں نے اپنے آپ سے وہی سب باتیں کہیں جو تم نے ابھی ابھی مجھ سے کہی ہیں۔ اور پھر کچھ اور میرے دل میں آیا۔....

پروین۔ اور وہ کیا ہے؟

ثریّا۔ کچھ اس سے بالکل مختلف، اور اس کا تعلق زندگی سے ہے.... لیکن اس کے بتانے کا وقت ابھی نہیں آیا.... تم دیکھ لوگی..... میں تمہیں پیار کرتی ہوں، پروین..... میں محسوس کررہی ہوں میں نہیں جانتی کہ کیا.... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری روح.... کیا تمہیں نے کہا تھا؟.... جیسے میری روح مجھ میں اچھل رہی ہے.... اور اب بالآخر مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اگر تم میری جگہ ہوتیں تو کیا کرتیں.....

(ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے دونوں باہر چلی جاتی ہیں)

چوتھا ایکٹ
منظر اوّل

(ایک برآمدہ جس کے سامنے سمندر نظر آرہا ہے۔ پروین اور ثریّا داخل ہوتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔)

پروین۔ سورج سمندر پر طلوع ہو رہا ہے، ثریّا۔ اور موجیں اپنے سکون میں مسرور ہیں صبح کی عطر بیزی اور شفّاف خاموشی سے انسان کو ایسا محسوس ہوتا ہو کہ وہ دنیا میں تنہا ہی اور ہر لفظ جو ادا کیا جاتا ہے اس میں صبح کا کچھ جزو شامل نظر آتا ہے۔ کیوں ہے نا؟ آج کا دن بہت خوشنما ہو گا۔ کیا یہ دن میری روانگی کا ہو گا؟.....

ثریّا۔ نہیں، نہیں، تم نہیں جاؤ گی.....

پروین۔ میں نے ابھی ابھی تمہیں اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے دیکھا تو تم سے ملنے چلی آئی۔ مجھے ڈر لگنے لگا تھا، ثریّا.... تم اس قدر جھکی ہوئی تھیں، تمہارا سارا جسم مینارہ کی بوسیدہ دیوار پر لٹکا ہوا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ پتھر سرک رہے ہیں۔ میں زرد پڑ گئی، زرد ـــــ میرے دل میں ایسی سردی سی محسوس ہوئی کہ اس سے قبل کبھی

نہیں ہوئی تھی، میں نے اپنی زندگی کو اپنے لبوں پر کپکپاتے محسوس کیا.... میں نے کھڑکی کھولی اور چیخ کر تمہیں خبردار کرنا چاہا۔ مگر تمہاری سمجھ میں نہ آیا... قسمت متلون ہوتی ہے —— یہ تمہاری غلطی ہے کہ تم اُسے اس طرح للچاتی ہو۔ تم وہاں اوپر کیا کر رہی تھیں؟ یہ تیسری دفعہ ہو کہ میں نے تمہیں مینارے پر دیکھا.... معلوم ہوتا تھا کہ تمہارے ہاتھ پتھروں کو نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں.... تم کیا کر رہی تھیں، ثریا؟ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ تم خلا میں کچھ تلاش کر رہی ہو......

ثریا۔ ہاں، میں کچھ تلاش کر رہی تھی..... کیا انھوں نے تم سے نہیں کہا؟..... لیکن سب سے پہلی بات تو یہ کہ تم میرے لیے متفکر مت ہو، اس کی کوئی وجہ نہیں ہو.... میرا پرانا مینارہ اس سے زیادہ مضبوط ہو جتنا کہ وہ سمجھتے ہیں، وہ ہم سب سے زیادہ عرصہ تک قائم رہے گا۔ اس کا برائی سے ذکر یوں کرو۔ اس نے کسی کو تکلیف نہیں پہونچائی، اس وقت تک۔ اور پتھر مضبوط جمے ہوئے ہیں۔ یہ سب اوروں کے مجھے زیادہ علم ہے ..... لیکن کیا تم نے نہیں دیکھا؟ یہاں تمہارے اس قدر قریب ایک واقعہ ہو رہا ہے اور تمہیں اس کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں!..... پانچ یا چھ دن ہوتے ایک عجیب پرندہ ہمارے پاس آیا، اور وہ میرے مینارے کے گرد اڑتا رہتا ہو اور کبھی تھکتا ہی نہیں..... اُس کے پر سبز ہیں —— کچھ عجیب زردی مائل سبز، ناقابلِ فہم" عجیب اور زرد۔ وہ روز بروز بڑھتا ہی نظر آتا ہے.... مجھے اب تک کوئی نہیں بتا سکتا کہ وہ کس ملک سے آیا ہے..... میرا خیال ہے کہ اُس نے دیوار کے شگاف میں اپنا گھونسلا بنایا ہے۔

تم نے مجھے وہیں جھکتے ہوئے دیکھا.....

پروین۔ کیا یہ ہے مینارے کی کنجی، یہ بڑی ساری سونے کی کنجی جس سے تم کھیل رہی ہو؟

ثریا۔ ہاں، تمہیں یاد ہے جس دن تم آئی تھیں تو یہ مجھ سے گر پڑی تھی......

پروین۔ کیا یہ تم مجھے دو گی؟.....

ثریا۔ تمہیں دیدوں؟..... کیوں؟.....

پروین۔ جب تک میں جاؤں میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں......

ثریا۔ لیکن آخر کیوں، پروین؟.....

پروین۔ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں..... جب تک میں دور نہ چلی جاؤں تم اس کے اوپر مت چڑھنا، ثریا۔ اور اس سبز پروں والے پرندہ کا خیال چھوڑ دو..... کل رات کو میں نے خواب دیکھا، اور وہ پرندہ مجھے خواب میں نظر آیا......

ثریا۔ یہ لو کنجی، پروین..... میں تمہیں دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتی..... یہ بھاری ہے....

پروین۔ ہاں، بہت بھاری ہے۔

ثریا۔ مجھے پیار کرو، پروین..... کیا میں نے تمہیں ناخوش کر دیا؟......

پروین۔ تم نے اب تک کسی کو بھی ناخوش نہیں کیا...... تمہاری آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں.....

ثریا۔ جب میں نے تمہیں پیار کیا تو میں سورج کی طرف دیکھ رہی تھی..... مجھے پیار کرو..... میں اختر کے پاس جا رہی تھی، انھوں نے علی الصباح اٹھنے کو کہا تھا.......

خدا حافظ، پروین......

پروین۔ (آہستہ) خدا حافظ، ثریا.....

(ثریا چلی جاتی ہے۔ پروین ٹھری رہتی ہے یہاں تک کہ ثریا دور ہو جاتی ہے۔ پھر برآمدے کے سرے پر آ کر ایک لمحے کے لئے سونے کی کنجی کی طرف دیکھتی ہے اور ایک دم سے اُسے زور سے سمندر میں پھینک دیتی ہے۔ پھر خود بھی چلی جاتی ہے)

منظر دوم

(محل کا ایک کمرہ۔ نجمہ عقبی حصّہ میں سو رہی ہے۔ ثریا ننھی زہرہ کا ہاتھ پکڑے داخل ہوتی ہے)

ثریا۔ آؤ سب سے پہلے ہم نانی اماں کو پیار کریں۔ کیونکہ ہم چلے جائیں گے تو اُنہیں کون پیار کرے گا؟ اور اس میں شک نہیں کہ اُنہیں ہمارے پیار کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ اوروں کو..... مگر اُن سے کچھ نہ کہنا..... پروین نے میرے مینارے کی کنجی لے لی، کیونکہ وہ خائف تھی مگر مجھے دوسری کنجی مِل گئی۔ جسے ہم سمجھے تھے کہ کھو گئی۔ اِس لئے بغیر کسی کے جانے ہوئے ہم اُس پر چڑھ سکتے ہیں، اور میں اُس سبز پرندے کو پکڑ لوں گی.......

زہرہ۔ کیا تم مجھے یہ فوراً دیدو گی؟

ثریا۔ اگر تم کچھ نہیں کہو گی تو میں تمہیں دیدوں گی۔ لیکن ذرا ہوشیار رہنا کہیں نانی اماں

کو جگاتی ہوں..... کیا میں افسردہ نظر آتی ہوں، زہرہ.....

زہرہ - کیا کوئی ایسی بات میں کہہ سکتی ہوں جس سے تم خوش ہو سکتی ہو۔ ننھی آپا؟ -

ثریا - تم مجھ سے سچ سچ کہنا...... نانی اماں کو یہ خیال نہیں آنا چاہیئے کہ میں افسردہ ہوں، دیکھنا، جب کبھی کوئی بہت خوش ہوتا ہی نا تو لوگ غلطی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ روتا رہا ہے...... تم کو یہ تو نہیں معلوم ہوتا کہ میں روتی رہی ہوں؟

زہرہ - ٹھہرو میں تمہیں غور سے دیکھوں، ننھی آپا.......

ثریا - کیا تمہیں کچھ نظر آ رہا ہی؟

زہرہ - تم ذرا اور پاس آؤ ننھی آپا.......

ثریا - میں تمہیں گود میں لیکر پیار کروں گی.... تم نے کچھ نہیں دیکھا نا؟.....

زہرہ - کسی کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ تم کب رو رہی ہو، ننھی آپا، تم اس قدر گھٹتی رہتی ہو۔

ثریا - مگر میں تو بالکل بھی نہیں روئی...... اور یاد رکھنا، اگر آج وہ تم سے پوچھیں "جب تم اکیلی ہوگی" اس نے کیا کہا تھا۔ اس نے کیا کیا تھا، کیا اس کا رنگ زرد تھا، کیا وہ افسردہ تھی؟" تو اگر تم یہ دیکھو کہ وہ پریشان ہیں یا ان کی رنگت بہت زرد ہے، تو تم ایک دم سے ہی جواب نہ دینا...... بلکہ تم ان سے کہنا کہ میں خوش نظر آ رہی تھی اور واقعی ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ میں سوائے مسکرانے کے اور کرتی ہی کیا ہوں! میں ہر وقت مسکراتی رہتی ہوں اور ہمیں ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے۔ اچھا اب ذرا خیال رکھنا، میں نانی اماں کو جگاتی ہوں....... آہ! وہ کس قدر بے کس نظر آتی ہیں.......

(نجمہ کے مُنہ پر مُنہ رکھدیتی ہی)...... نانی اماں..... (نجمہ نہیں جاگتی) میں ہوں، نانی اماں ...... کیسی گہری نیند سو رہی ہیں...... نانی اماں، میں آپ سے رُخصت ہونے آئی ہوں......

نجمہ۔ (جاگ کر) اچھا! تم ہو ثریا؟......

ثریا۔ جی ہاں، نانی اماں، زہرہ اور میں آپ کو پیار کرنے آتے ہیں کیونکہ آج ہم ذرا پھرنے جا رہے ہیں......

نجمہ۔ تم کہاں جا رہی ہو؟

ثریا۔ مجھے ابھی معلوم نہیں، لیکن آج ہمارا ارادہ معمول سے زیادہ دُور جانے کا ہی۔ ہم شام ہونے سے پہلے واپس نہیں آئیں گے۔ کیا آپ کو جن چیزوں کی ضرورت ہے، سب آپ کے پاس ہیں، نانی اماں؟ میرے بجائے پروین آکر آپ کی خبرگیری کرے گی۔ جانے سے پہلے میں آپ کے تکیئے ذرا ٹھیک کر دوں؟ صرف میں ہی جانتی ہوں کہ بغیر تکلیف پہونچائے ہوئے آپ کو کیسے اُٹھایا جائے۔ لیکن پروین سے [illegible] ے گی۔ وہ ایسی اچھی ہے کہ فوراً سمجھ جائے گی اگر آپ صرف اس کو اجازت دیدیں...... کیا میں اُسے بُلا لاؤں؟

نجمہ۔ نہیں، نہیں، تمہارے واپس آنے تک میں سوتی رہونگی......

ثریا۔ خدا حافظ، نانی اماں، خدا حافظ......

نجمہ۔ خدا حافظ، ثریا۔ رات ہونے سے پہلے لوٹ آنا......

(ثریا زہرہ کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے چلی جاتی ہی)

منظر سوم

(محل کا ایک برآمدہ۔ ثریاؔ زہرہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہی اختر اُن سے ملتا ہی)

اختر۔ تم اتنی تیزی سے کہاں جا رہی ہو، ثریاؔ؟

ثریاؔ۔ کہیں نہیں، اختر..... ہم دھوپ سے بچاؤ ڈھونڈ رہے ہیں......

اختر۔ فی الحقیقت آج کا دن تو ایسا ہی کہ دیواروں میں پتھر پگھلتے معلوم ہوتے ہیں، اور سمندر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بحرِ آتشیں میں تبدیل ہو گیا ہی۔ جنگل کی ابدی تازگی چیتا کا جُھلسا ہوا سانس معلوم ہوتی ہی۔ اور سورج ایک بپھرا ہوا شیر معلوم ہوتا ہے جو آسمان کو نگل جانے والا ہے..... مجھے پیار کرو، ثریاؔ، کیونکہ صبح کی کچھ خوشبو اگر کہیں باقی ہی تو وہ یقیناً تمہارے ہی لبوں پر ہو سکتی ہے.....

ثریاؔ۔ نہیں، — مجھے فرصت بالکل نہیں ہے۔ وہ میرا انتظار کر رہے ہیں — تم آج شام کو مجھے پیار کروگے......

اختر۔ آخر بات کیا ہی، ثریاؔ؟

ثریاؔ۔ آہ! اتنی سی بات ہی اور اتنے جلدی ختم ہو گئی!......

اختر۔ تم کیا کہہ رہی ہو؟

ثریاؔ۔ کچھ نہیں، کچھ نہیں،...... مجھے جلدی سے پیار کرو......

(اختر کو وحشیانہ طور پر پیار کرتی ہے)

اختر۔ آہ!.... میرے ہونٹ میں سے خون نکل رہا ہے۔....

ثریا۔ کیا؟۔

اختر۔ خون کا ایک قطرہ..... تمہارے ان خوبصورت دانتوں نے مجھے زخمی کردیا، ثریا..

ثریا۔ آہ! میں کس قدر ــــ میں کسقدر خونخوار ہوں... کیا میں نے تمہیں زخمی کردیا، اختر..

اختر۔ نہیں......

ثریا۔ آہ! میں کس قدر ــــ کس قدر خونخوار ہوں.... اب کیا وقت ہوگا؟

اختر۔ دوپہر ہونے کو ہے۔

ثریا۔ دوپہر؟ اوہو، مجھے جلدی کرنی چاہیئے.... وہ انتظار کر رہے ہیں، منتظر ہیں..... خداحافظ میرے اختر.....

اختر۔ ثریا، ثریا، تم کہاں جارہی ہو؟

ثریا۔ (ننھی زہرہ کو لیکر جلدی جلدی چلی جاتی ہے اور گاتی جاتی ہے)

جب اُس کا محبّ باہر گیا

(میں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سُنی)

جب اُس کا مُحبّ باہر گیا

وہ مُسکرائی......

(اختر اُسے کھڑا دیکھتا رہتا ہے۔ پھر باہر چلا جاتا ہے)

منظر چہارم

(مینارے کے اوپر۔ ثریا اور ننھی زہرہ داخل ہوتے ہیں)

ثریا۔ لو ہم یہاں مینارے کی برجی میں آگئے زہرہ، اور اب ہمیں یہ جاننا چاہیئے کہ ہمیں کیا کرنا ہے......آہا آج زمین اور سمندر اور آسمان پر کیسی روشنی ہے! آج کا دن بہ نسبت اور دنوں کے اسقدر حسین کیوں ہے؟

زہرہ۔ وہ سبز پرندہ کہاں ہے؟

ثریا۔ وہ وہاں ہے، لیکن ہم اُسے ابھی نہیں دیکھ سکتے......ایک آدھ منٹ میں ہم دیوار پر جھک کر دیکھیں گے، مگر پہلے چاروں طرف تو دیکھ لیں۔ محل اور صحن اور جنگل اور باغ یہاں سے نظر آرہے ہیں! پشتوں پر سب پھول کھل گئے ہیں......آج گھاس کس قدر سبز ہے!......مجھے پروین نظر نہیں آرہی......وہ دیکھو، وہ رہے اختر......وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں......جھک جاؤ۔ ہمیں چھپ جانا چاہیئے۔ اُنہیں نہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم یہاں ہیں۔ وہ کنوئیں کے پاس ہیں، وہیں میں نے پروین کو جگایا تھا......

زہرہ۔ دیکھو ننھی آپا، دیکھو۔ یہاں آؤ۔ گھر کے چاروں طرف مالی پھول لگاتا نظر آرہا ہے...

ثریا۔ تم انہیں اُگتے دیکھو گی اور تم اُنہیں کھلتے دیکھو گی، زہرہ، اور تم میرے لئے اُنہیں توڑو گی......آؤ، آؤ، یہ میری سہار سے باہر ہے......آؤ یہاں سے دیکھیں۔ یہاں صرف

سمندر ہے جو بہت دُور ہے...... (وہ مینارے کی دوسری طرف جاتی ہیں) سمندر بھی
کس قدر خوبصورت ہے!...... آج کسی کونے میں بھی غم نظر نہیں آتا...... سمندر اسقدر
سبز ہے، اس قدر گہرا ہے، اس قدر خوبصورت ہے کہ اُسے دیکھ کر ہمت پست ہوجاتی
ہے...... اور خواہ کچھ ہی ہوتا رہے، (زہرہ) رات تک وہ یونہی مسکراتا رہے گا....
ساحل پر ننھی ننھی موجوں کو دیکھو...... مجھ میں ہمت نہیں ہے، میں تم سے کہتی
ہوں، مجھ میں ہمت نہیں ہے!...... پھول اور سمندر مانع ہیں...... میں دن کی روشنی
میں اُس کی جرأت کر ہی نہیں سکتی۔

زہرہ۔ آہا، یہ رہے سمندری پرندے، ننھی آپا، سمندری پرندے آ رہے ہیں، آہا کتنے
سارے ہیں!...... کتنے سارے!..... دو ہزار تو ہوں گے!......

ثریا۔ سمندر پار سے وہ سب کے سب اُڑ کر یہاں آ گئے ہیں...... ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ ہمارے لئے کچھ خبریں لائے ہیں۔

زہرہ۔ نہیں، نہیں۔ وہ مچھلی لا رہے ہیں۔ ننھی آپا...... اور دیوار کے شگافوں میں
سے اُن کے بچے بھی چیخ رہے ہیں..... اُن کی چونچیں ان سے بڑی ہیں...... دیکھو
دیکھو، بڑا سا پرندہ تم نے دیکھا جو بڑی ساری مچھلی لئے ہوئے ہے؟..... نہیں دیکھا
تم نے؟..... وہ رہا، وہ رہا..... وہ اُسے کھا بھی چکے...... اور بہت سے وہاں
بھی ہیں..... بڑے کچھ بھی نہیں کھا رہے ہیں...... وہ رہا پھر، دیکھا تم نے؟......
اُس نے اپنے لئے کچھ بھی نہیں رکھا.... کیا وہ اُن کی ماں ہے، ننھی آپا؟......

ثریا۔ میں نے نانی اماں سے کہا تھا، زہرہ؟۔

زہرہ ۔ تم رو کیوں رہی ہو، ننھی آپا؟۔

ثریا۔ میں رو نہیں رہی زہرہ ـــــ میں سوچ رہی ہوں، سوچ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ کیا میں نے رخصت ہونے سے پہلے اُنہیں پیار کیا تھا؟۔۔۔۔۔۔

زہرہ ۔ ہاں، جب تم نے اُنہیں خدا حافظ کہا تھا تو اُنہیں پیار کیا تھا۔

ثریا۔ میں نے کتنی دفعہ اُنہیں پیار کیا تھا؟

زہرہ ۔ ایک دفعہ، ننھی آپا، ہمارے پاس وقت نہیں تھا۔۔۔۔۔

ثریا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں کافی تپاک سے پیش نہیں آئی۔۔۔۔۔۔

زہرہ ۔ ہم بہت جلدی میں تھے، ننھی آپا۔۔۔۔۔

ثریا ۔ نہیں، نہیں، یہ نہ ہونا چاہیئے۔۔۔۔۔۔ وہ بالکل اکیلی ہونگی، زہرہ، اور یہ بات اُن کے دل میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔ دیکھنا، اگر رخصت کے وقت تم معمول سے زیادہ تپاک ظاہر نہ کرو نا تو لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ تمہیں اُن سے محبت نہیں رہی ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ اس کے برعکس اُنہیں یقین کرنا چاہیئے، جب ہماری محبت بہت زیادہ ہوتی ہے جبھی ہم تپاک سے پیش آنے سے ڈرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ہوسکتا ہے کہ شاید ہم غلطی پر ہوں۔ کیونکہ وہ خواہ کچھ ہی کریں اور اگر وہ ایک ہزار برس تک بھی زندہ رہیں تب بھی اُنہیں صرف وہی الفاظ یاد رہ جاتے ہیں جو ہم نے اُن سے آخیر میں کہے ہوں۔۔۔۔ جب میری اماں سدھاری ہیں تو میں نے خود یہ دیکھا ہے۔۔۔۔ سب سے

آخیر لمحہ میں وہ مجھے دیکھ کر نہیں مسکرائیں، اور یہ خیال بار بار مجھے آتا ہے کہ وہ نہیں مسکرائیں۔ ....اور انکی باقی زندگی کا شکل سے خیال آتا ہے۔ اور وہاں سکے علاوہ میں نے پروین کے بارے میں کہا تھا.... مجھے یاد نہیں رہا۔ میں ایک دفعہ اور نانی اماں کو ضرور دیکھوں گی.............رہے۔ وہ تو اُنہیں کے لئے تو میں یہ کر رہی ہوں۔ اُنہیں معلوم نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر وہ بالکل اکیلی ہیں اور یہ نانی اماں کی خاطر نہیں ہو کہ میں بینالسے پر چڑھی ہوں، اُن کی خاطر نہیں ہے کہ میں نیچے جاؤں گی......تم دیکھ سکتی ہو کہ یہ بالکل ناممکن ہے......چلو، چلو، ہم چل کر انہیں بڑے تپاک سے پیار کریں گے.....

(وہ باہر چلی جاتی ہیں)

منظر پنجم

(محل کا ایک کمرہ۔ نجمہ سو رہی ہے۔ ثریا اور ننھی زہرہ داخل ہوتے ہیں)

ثریا۔ (نجمہ کو جگاتے ہوئے) نانی اماں......

نجمہ۔ آ گئیں تم واپس، ثریا......میں بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں....

ثریا۔ مجھے معاف کرنا، نانی اماں، مجھے ڈر ہے کہ میں نے جب آپ کو خدا حافظ کہا تو میں نے اتنے خلوص کا اظہار نہیں کیا جتنا کرنا چاہیئے تھا۔

نجمہ۔ نہیں تو ثریا، تمہارا طرزِ عمل تو بہت اچھا تھا۔ بات کیا ہے؟ تمہارے دل میں کوئی

بات ضرور ہے......

ثریا۔ میرے دل میں کچھ بھی نہیں ہے، نانی اماں۔ صرف یہ ہے کہ میں محسوس کرتی ہوں آپ سے کہدوں کہ میں آپ سے کسقدر محبّت کرتی ہوں......

نجمہ۔ میں جانتی ہوں، تم کس قدر محبت کرتی ہو، ثریا۔ تم نے مجھے اپنی محبّت کا ثبوت بار بار دیا ہے اور میں نے اُس پر کبھی شُبہ نہیں کیا......

ثریا۔ ہاں، نانی اماں، مجھے معلوم ہے.... لیکن خود مجھے اب تک اس کا احساس نہیں تھا...

نجمہ۔ میرے قریب آؤ میری بچّی —— تمہیں معلوم ہی ہے کہ میں اب اُن ہستیوں کو بھی گلے لگانے کے قابل نہیں رہی جن سے مجھے محبت ہے، اب جبکہ میرے معذور ہاتھوں نے میرا حکم ماننا چھوڑ دیا ہے...... مجھے اپنی آغوش میں لے لو کیونکہ میں تمہیں اپنی آغوش میں نہیں لے سکتی...... تم آج عجیب عجیب نظر آرہی ہو ثریا۔ اچھا تو تمہیں اب معلوم ہوا ہے کہ مجھ سے محبّت کرتی ہو؟

ثریا۔ جی نہیں، مجھے معلوم تھا، میں جانتی تھی مگر بعض دفعہ کسی کو کسی بات کا علم ہوتے ہوئے بھی عرصے سے علم ہوتا ہے،..... اور پھر ایک دن ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم اتنے خلوص سے نہیں آتے رہے ہیں جتنا کہ چاہیئے تھا، یہ کہ ہم اس سے زیادہ کر سکتے تھے۔ یہ کہ ہم نے اس قدر محبّت نہیں کی جس قدر کہ کرنی چاہیئے تھی اور اس سے پیشتر کہ پانی سر سے گذر جائے ہم پھر اُس کی تجدید کے متمنّی ہوتے ہیں۔ میری نہ تو ماں ہے اور نہ باپ، نانی اماں! اور اگر آپ کا سایہ سر پہ نہ ہوتا تو میں بھول جاتی کہ ماں کا مفہوم کیا ہے.... لیکن آپ نے

ننھی ثریا کو کبھی فراموش نہیں کیا اور اس کا علم بڑی خوشی کا سبب تھا کہ جب میں مغموم ہوں تو ایک ہستی ایسی ضرور ہے جس کے پاس جا سکتی ہوں.....

نجمہ۔ نہیں، نہیں، میری ثریا، میں نے نہیں بلکہ تم نے مجھے فراموش نہیں کیا.....

ثریا۔ نہیں، نہیں، نانی اماں..... مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ ہی نے میری خاطر رہنا گوارا کیا.....

نجمہ۔ آج تو تم عجیب طور پہ سنجیدہ ہو، ثریا، اور پھر اسکے باوجود تم مغموم نظر نہیں آتیں.......

ثریا۔ میں ہمیشہ بہت خوش رہتی ہوں، نانی اماں، اور اب خوشی کی حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے.......

نجمہ۔ تمہارا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ وہ تم سے چھن گئی، ثریا؟

ثریا۔ اس کے برعکس، مجھے یقین ہے کہ مسرت مجھے مل گئی ہے، نانی اماں..... اور ہاں مجھے بتائیے کیا آپ خوش رہیں؟

نجمہ۔ کب ثریا؟

ثریا۔ اُس وقت میں جو کہ گذر گیا، نانی اماں.....

نجمہ۔ تم کس وقت کا ذکر کر رہی ہو، میری بچی؟

ثریا۔ اُس وقت کا جبکہ زندگی تھی......

نجمہ۔ میں نے بھی غم کے دن دیکھے ہیں جس طرح کہ اس دنیا کے ہر متنفس کو دیکھنے پڑتے

ہیں۔ مگر میں حقیقتاً دعویٰ کرسکتی ہوں کہ میں خوش رہی ہوں، کیونکہ تم نے ایک دفعہ بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا......

ثریا۔ آپ اپنی مسرت میں میرا شمار اس قدر اہمیت سے نہ کیجئے، نانی اماں..... اگر میں آپ کے ہاتھ سے جاتی بھی رہوں تو آپ کے پاس پروین تو ہوگی.....

نجمہ۔ میں نے اُسے اپنی گود میں لوری دے کر کبھی نہیں سُلایا، ثریا۔

ثریا۔ لیکن پھر بھی آپ کو اُس سے محبّت کرنی چاہیئے، نانی اماں،

نجمہ۔ تم اُسے چاہتی ہو، اور اس لئے میں اُسے چاہتی ہوں، میری بچّی۔

ثریا۔ اور آپ کو سب سے زیادہ اُس سے محبت کرنی چاہیئے.... کیونکہ وہی اپنے ساتھ میرے لئے مسرت لائی..... وہ اس قدر حسین ہے، وہ اس قدر حسین ہی کہ جب سے میرے دل نے اُسے پہچانا ہے، میں اُسکے ساتھ اس طرح رہتی ہوں کہ میری آنکھیں پُرنم رہتی ہیں......

نجمہ۔ آج تمہارے ہاتھ کیسے جل رہے ہیں، ثریا؟

ثریا۔ یہ اس وجہ سے کہ آج میری خوشی بہت بڑھی ہوئی ہے.....

نجمہ۔ میں تم سے محبّت کرتی ہوں، میری ثریا.....

ثریا۔ کیا میں کبھی بھی آپ کے غم کا سبب بنی ہوں، نانی اماں؟

نجمہ۔ مجھے تو یاد نہیں آتا، میری بچّی......

ثریا۔ ہاں، ہاں، آپ کو یاد ضرور آجائے گا..... کیونکہ جن سے ہم محبّت کرتے ہیں

انہیں غم پہونچاتے ہیں...... اچھا یہ تو بتا یئے، مَیں آپ سے التجا کرتی ہوں، میں نے آپکو کس دن سب سے زیادہ تکلیف پہونچائی......

نجمہ۔ صرف جب تم رویا کرتی تھیں تو مجھے افسوس ہوتا تھا۔ اور یہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہوتا تھا...... اس کے علاوہ مجھے اور کچھ یاد نہیں......

ثریا۔ میں اب کبھی نہیں روؤنگی......

نجمہ۔ آہ، ثریا، مسرت دولت کی طرح ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ بہتر ہے کہ جب تک ہوسکے اپنے آنسو ضبط کئے رہیں.....

ثریا۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، نانی اماں۔ اور جب مسرت آپکے پاس واپس آجائے گی۔ ـــــ اُن کے پاس اور آپ کے پاس، نانی اماں، تو انہیں ایک شام کو اپنے پاس بٹھاکر ایک غریب لڑکی کی کہانی سُنا دیجئے

نجمہ۔ تم کیا کہہ رہی ہو ثریا؟....

ثریا۔ کچھ نہیں، کچھ نہیں، میں اُن دنوں کا خیال کررہی تھی جب میں چھوٹی سی بچی تھی...

نجمہ۔ مجھے اُن دنوں کا اکثر خیال آتا ہے، ثریا۔ میں اُن دنوں بیمار تھی، اور میں تمہیں اپنی گود میں اُٹھا سکتی تھی یا تمہارے پیچھے بھاگ سکتی تھی...... اور اس طرح، مَیں تمہاری شکرگذار ہوں، حسن کے کنارہ کش ہوجانے کے بہت عرصے بعد میں ایک بار پھر ماں بنی۔ اور ایک نہ ایک دن تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ عورتیں ماں بننے سے کبھی نہیں اُکتاتیں، اور اگر موت بھی اُن کی گود میں آسوئے تو وہ اُسے بھی لوری دینے لگیں گی..

لیکن رفتہ رفتہ سب باتیں جاتی رہتی ہیں، ثریا۔ اور سب سے چھوٹی چیز پھر چھوٹی نہیں رہتی۔

ثریا۔ میں جانتی ہوں، نانی اماں، اور غم بھی گذر جاتا ہے، گذر جاتا ہے اور معدوم ہو جاتا ہے..... مگر حسن رہ جاتا ہے اور لوگ خوش و خرم رہتے ہیں.....

نجمہ۔ یہ کس نے کہا تم سے، میری بچی؟۔

ثریا۔ مجھے پروین سے معلوم ہوا......

نجمہ۔ آج تمہاری آنکھیں کیسی چمک رہی ہیں، ثریا......

ثریا۔ (چیخ کو دباتے ہوئے) یہ اس وجہ سے کہ میں ساری دنیا سے محبت کرتی ہوں نانی اماں.......

نجمہ۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم رو رہی ہو، میری بچی؟......

ثریا۔ جی نہیں، میں نہیں رو رہی۔ اور اگر دو ایک آنسو ٹپک بھی رہے ہیں تو وہ خوشی کے آنسو ہیں.....

نجمہ۔ مجھے اپنی آغوش میں لیلو، ثریا ــــ قریب آؤ اور قریب آؤ اور میرے ہی پاس ٹھہری رہو.......

زہرہ۔ ننھی آپا، مجھے پیار کرو....

ثریا۔ (زہرہ کو آہستہ سے ہٹاتے ہوئے) نہیں، نہیں، زہرہ میرے سارے پیار آج انکے لئے ہیں... وہ دن بھی جلد آئے گا جب تمہاری باری ہوگی کہ سب پیار تمہیں ملیں۔ خدا حافظ، نانی اماں، خدا حافظ.....

نجمہ۔ ثریا!...... یہ بات کیا ہے؟..... تم کہاں جا رہی ہو؟۔

ثریا۔ خدا حافظ! نانی اماں، خدا حافظ......

نجمہ۔ ثریا، یہاں ٹھہرو..... میں اسے گوارا نہیں کر سکتی..... تم نہیں جاؤ گی.... (اٹھنے کی بے سود کوشش کرتی ہے اور اپنے ہاتھ پھیلاتی ہے) میں اسے گوارا نہیں کر سکتی، نہیں کر سکتی..... تم دیکھ سکتی ہو کہ میں نہیں کر سکتی، ثریا......

ثریا۔ میں بھی نہیں کر سکتی نانی اماں...... خدا حافظ... آج رات کو سکون کی نیند سوئیے اور خواب نہ دیکھئے...... خدا حافظ، خدا حافظ....

(زہرہ کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے باہر چلی جاتی ہے)

نجمہ۔ ثریا!...... ثریا!......

(روشنی آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے اور نجمہ کی سسکیوں کی آواز سنائی دیتی ہے)

منظر ششم

(محل کا ایک کمرہ۔ زہرہ کا ہاتھ پکڑے ثریا داخل ہوتی ہے۔ پیمدین کو دیکھتی ہے کہ اُس سے ملنے آ رہی ہے اور زہرہ کے ساتھ اُن ستونوں میں سے ایک کے پیچھے چھپ جاتی ہے جو چھت کو سہارا دئے ہوئے ہیں۔)

پیمدین۔ (قریب آتے ہوئے) کیا تم ہو، ثریا؟ تم چھپ کیوں رہی ہو؟......

ثریّا- مجھے تو معلوم نہیں، پروین...... میں نے سمجھا کہ تم شاید تنہائی پسند کروگی.....

پروین- تم کہاں جا رہی تھیں، ثریّا؟...... اور یہ دیکھو ننھی زہرہ مجھے کنکھیوں سے دیکھ رہی ہے...... کیا تم دونوں نے کوئی سازش کی ہے؟

ثریّا- میں نے ایک وعدہ کیا ہے جسے ایفا کرنا ضروری ہے.....

پروین- ثریّا کو تم کہاں کھینچ کر لیے جا رہی تھیں، زہرہ؟ (زہرہ جواب نہیں دیتی) کیا تم مجھے نہیں بتاؤگی؟

ثریّا- سمجھداروں کی طرح یہ بھی خوب راز رکھنا جانتی ہے......

پروین- شاید شام کی روشنی کا اثر ہو مگر تم بہت زرد نظر آ رہی ہو، ثریّا.....

ثریّا- میں تمہیں پیار کرنا چاہتی ہوں، پروین.....

(ایک دوسرے کو طویل بوسہ دیتی ہیں)

پروین- آہا، تمہارے لب آج رات ملائم اور شیریں ہیں، ثریّا......

ثریّا- تمہارے بھی، پروین..... میں بہت خوش ہوں..... تمہارے لب پرجوش ہیں......

پروین- تم میں سے ایک نور چھن رہا ہے جس طرح چراغ سے.....

ثریّا- تم نانی امّاں کے پاس نہیں گئیں؟

پروین- نہیں۔ جاؤں اُن کے پاس؟-

ثریّا- نہیں، نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سو رہی ہیں...... تم اختر کو تلاش

کر رہی تھیں؟۔

پروین۔ ہاں۔ اور ثریا تم؟۔

ثریا۔ جب تم اُن سے ملو تو میری طرف سے اُنہیں بوسہ دینا..... میں اس خیال سے خوش ہوں کہ میری غیر موجودگی میں تم ہی ہو گی اُنہیں بوسہ دینے کے لئے..... میں تم سے بہت محبّت کرتی ہوں، حد درجہ!..... لیکن دیکھو تو سہی، زہرہ کس قدر بےچین ہے اور میرے ہاتھ کو کس طرح کھینچ رہی ہے..... خدا حافظ، میری پروین۔ تم مجھے جلد دیکھو گی.....

(زہرہ کے ساتھ جاتی ہے اور جاتے ہوئے گاتی جاتی ہے)

جب وہ باہر سے واپس آیا

(میں نے چراغ جلنے کی آواز سُنی)

جب وہ باہر سے واپس آیا

تو وہاں کوئی اور تھا.....

اور میں دیکھ سکتی تھی..... آہ! آہ.....

(گیت ایک دم سے ختم ہو جاتا ہے اور پروین چلی جاتی ہے)

منظر ہفتم

(مینارے کے اوپر ثریا اور ننھی زہرہ داخل ہوتی ہیں)

ثریا۔ اور اب وہ ساعت آگئی ہے، میری ننھی زہرہ۔ میں اب دوبارہ اُن کے پاس اُتر کر

نہیں جاؤں گی۔ میں آئندہ اُن کی طرف مُسکرا کر نہیں دیکھوں گی..... ہیٔ لے ہیں کسقدر سردی ہے، ہوا شمال سے آ رہی ہے۔ اُس روشنی کو دیکھو جو ہوا موجوں پر ڈال رہی ہے...... پھُول نظر سے چھُپ گئے ہیں، انسانوں کی آوازیں خاموش ہیں، اور اُن پر غم طاری ہے...... آج کی صبح سے کس قدر مختلف.......

زہرہ۔ اور وہ پرندہ کہاں ہے ننّھی آپا؟۔

ثریا۔ ہمیں ٹھہرنا پڑے گا اس وقت تک جب تک کہ سُورج سمندر کی گہرائی میں غرق نہ ہو جائے۔ جب تک کہ اُفق پر روشنی ماند نہ پڑ جائے، کیونکہ وہ پرندہ روشنی سے ڈرتا ہے، اور اب تک اُس نے سورج کو کبھی نہیں دیکھا.......

زہرہ۔ اور اگر کچھ ستارے ہوں تو، ننّھی آپا؟۔

ثریا۔ اور اگر کچھ ستارے ہوں تو؟...... (آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے) ابھی تک ستارے بالکل نہیں ہیں، لیکن وہ سب آسمان میں سے جھانکنے کے لئے بے چینی سے منتظر ہیں۔ اور ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب وہ نکل آئیں گے تو معاملہ اور بھی زیادہ خوفناک ہو جائیگا......

زہرہ۔ مجھے بہت سردی لگ رہی ہے، ننّھی آپا.....

ثریا۔ آؤ یہاں بیٹھ جائیں۔ دیوار ہمارے لئے ہوا سے بچاؤ کریگی، اور ہم منتظر رہیں گے یہاں تک کہ آخری قرمزی روشنی بھی سمندر میں فنا ہو جائے...... سُورج کس قدر آہستہ آہستہ غروب ہو رہا ہے..... جب یہ غائب ہو جائے گا تو میں پرندے کو تلاش کرونگی

..... لاؤ میں اپنا سفید گلوبند تمہارے لپیٹ دوں۔ مجھے اب اسکی ضرورت نہ ہوگی.....

زہرہ۔ تم مجھے اس زور سے کیوں بھینچے ہوئے ہو ننھی آپا؟......

ثریا۔ کیونکہ آج میں بے حد مسرور ہوں، زہرہ۔ میں آج اس قدر خوش ہوں کہ پہلے کبھی نہیں تھی۔ لیکن میری طرف غور سے دیکھو..... میں مسکرا رہی ہوں، مجھے یقین ہے کہ میں مسکرا رہی ہوں..... تم مجھے دیکھکر کیوں نہیں مسکرائیں؟.....

زہرہ۔ تم بہت جلدی جلدی بول رہی ہو ننھی آپا......

ثریا۔ کیا میں جلدی جلدی بول رہی ہوں؟... میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت بالکل نہیں ہے.....

زہرہ۔ اور اس کے علاوہ تم نے میرے سارے پھول مسل ڈالے۔....

ثریا۔ کون سے پھول؟ اچھا یہ..... میں بھول گئی تھی کہ یہ پھول تمہارے ہیں۔

زہرہ۔ میں تمہیں روتا نہیں دیکھ سکتی، ننھی آپا......

ثریا۔ مگر میں رو تو نہیں رہی، میری ننھی زہرہ..... یہ تو سب سے آخری چیز ہے جس پر کسی کو یقین کرنا چاہیئے..... میں اسقدر مسکرا رہی ہوں کہ روتی نظر آ رہی ہوں....

زہرہ۔ تو پھر تمہاری آنکھیں روتی کیوں دکھائی دے رہی ہیں؟.....

ثریا۔ جو میری آنکھیں کرنا چاہتی ہیں اس کا جواب میں کیا دے سکتی ہوں؟..... مگر اس کو اچھی طرح یاد رکھو کہ اگر تم نے کسی سے یہ کہا کہ میں افسردہ نظر آ رہی تھی تو بہت عرصے تک، بہت دنوں تک تمہیں تکلیف اُٹھانی پڑیگی......

زہرہ۔ کیوں؟

ثریا۔ تمہیں ایک نہ ایک دن معلوم ہو جائے گا۔ اور تمہیں مجھ سے اتنے سارے سوالات نہیں کرنے چاہئیں۔ تم ابھی چھوٹی سی بچی ہو اور وہ باتیں نہیں سمجھ سکتیں جو اوروں کی سمجھ میں آجاتی ہیں۔ جب میں تمہاری عمر وں تھی تو میں بھی نہ سمجھ سکتی تھی، نہیں، بلکہ بہت دنوں بعد تک بھی ...... میں یہ کروں یا وہ، مگر جو چیزیں تم دیکھتی ہو نا اُن کی کوئی خاص اہمیت نہیں ..... دیکھو تو میری ننھی زہرہ، مجھے اس کا ذکر نہیں کرنا چاہیئے گو میں بہت چاہتی ہوں کہ کسی سے کہوں کیونکہ یہ امر افسوسناک ہے کہ صرف مجھ اکیلی ہی کو اس کا علم ہے ......

زہرہ۔ اب تو مجھے سورج بھی نظر نہیں آرہا ننھی آپا .....

ثریا۔ ٹھہرو، ابھی ذرا اور ٹھہرو، زہرہ۔ کیونکہ جوں جوں سورج ڈوبتا جا رہا ہے کچھ اور چیز قریب آتی جا رہی ہے، اور وہ مجھ سے جتنی نزدیک ہوتی جاتی ہے اتنا ہی مجھے صاف نظر آتا جاتا ہے ..... میں اب یہ بھی نہیں بتا سکتی کہ تمہیں مینارے پر لانے میں میں نے عقلمندی سے کام لیا یا نہیں، مگر کسی نہ کسی کو تو میرے ساتھ آنا چاہیئے تھا، کیونکہ وہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ کیا کیا ہوا، اور وہ صرف اس وقت خوش رہ سکیں گے جبکہ انہیں اس کا علم نہ ہو ...... جو کچھ میں اب تم سے کہہ رہی ہوں تم اُس کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتیں، میری ننھی بہن ...... ہاں، مگر ایک دن آئے گا کہ تم سب باتیں سمجھ جاؤ گی، جب تم وہ سب کچھ دیکھ سکو گی جس کو تم اب دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتیں،

اور پھر تم مغموم ہو گی، اور کبھی تم اُسے فراموش کر سکو گی جو تم اب دیکھنے والی ہو...... لیکن جب تم لڑکی سے عورت بن جاؤ گی تو اس پر بہت سے آنسو بہاؤ گی اور شاید تمہاری زندگی پر اس کا بار بھی رہے...... اور اس لئے اگر تمہیں ابھی اس کا سبب معلوم نہیں، میں آج تم سے اُس تکلیف کی معافی چاہتی ہوں جو تمہیں اُس وقت پہونچے گی جب تم اُسے اچھی طرح سمجھ سکو گی......

زہرہ۔ پرندوں کے جھلڑ واپس آ رہے ہیں، ننھی آپا......

ثریا۔ وہ کل بھی واپس آئیں گے، زہرہ.....

زہرہ۔ ہاں، ننھی آپا.....

ثریا۔ اور چڑیاں کل بھی گائیں گی.....

زہرہ۔ ہاں، ننھی آپا.....

ثریا۔ اور پھول کل بھی کھلیں گے.....

زہرہ۔ ہاں، ہاں، ننھی آپا.....

ثریا۔ مگر دونوں میں سے چھوٹی کے لئے یہ کیوں ہوا؟

زہرہ۔ اب تو وہاں صرف ایک سُرخ دھاری رہ گئی ہے، ننھی آپا......

ثریا۔ تم سچ کہہ رہی ہو۔ اب وقت ہو گیا ہے...... تم خود مجھے اس پر مجبور کر رہی ہو، اور ستارے بھی بے چین ہو رہے ہیں۔ خدا حافظ، زہرہ میں بہت بہت خوش ہوں...

زہرہ۔ میں بھی بہت خوش ہوں، ننھی آپا۔ جلدی کرو، ستارے نکل رہے ہیں.....

ثریّا۔ ڈرو مت! زہرہ۔ وہ مجھے پھر نہ دیکھ سکیں گے.... آؤ اس کونے میں بیٹھ جاؤ اور میں اپنا گلوبند تمہارے گلے میں باندھ دوں کیونکہ ہوا بہت ٹھنڈی ہے..... کیا تم سچ مچ مجھ سے محبت کرتی ہو؟ نہیں، نہیں، جواب نہ دو۔ میں جانتی ہوں، میں جانتی ہوں...... اس بڑے سارے پتھر کو میں دھکیلنا چاہتی ہوں، تاکہ تم اُس شگاف کے قریب نہ جاسکو جس پر سے میں جھکنا چاہتی ہوں..... اگر تم مجھے پھر دیکھ نہ سکو تو ڈرنا نہیں۔ یہ سمجھ لینا کہ میں دوسری طرف سے نیچے اُتر گئی..... میرا انتظار نہ کرنا پتھر کے زینے پر سے اکیلی اُتر جانا...... اور ان سب سے زیادہ یہ کہ یہ دیکھنے کی کوشش نہ کرنا کہ میں نے کیا کیا۔ دیوار کے قریب مت جانا...... تمہیں نظر کچھ بھی نہیں آنے کا اور سزا خواہ مخواہ ملیگی..... میں نیچے تمہاری منتظر رہوں گی...... مجھے پیار کرو! زہرہ اور نانی امّاں سے کہدینا.....

زہرہ۔ کیا کہوں اُن سے، ننّھی آپا؟.....

ثریّا۔ کچھ نہیں، کچھ نہیں..... میں سمجھی تھی کہ میں کچھ کہنا بھول گئی...... (وہ بوسیدہ دیوار کے پاس جاتی ہے جس کا رُخ سمندر کی جانب ہے اور اس پر جھکتی ہے) آہ! پانی کسقدر گہرا اور ٹھنڈا نظر آتا ہے!.....

زہرہ۔ ننّھی آپا؟

ثریّا۔ وہ رہا وہ، مجھے نظر آرہا ہے.... ہلو مت.....

زہرہ۔ کہاں ہے؟

ثریّا۔ ٹھہرو..... ٹھہرو...... مجھے تھوڑا سا اور جھکنا چاہیئے...... زہرہ!...... زہرہ! ...... پتھر لرز رہے ہیں! میں گر رہی ہوں!...... آہ!

(دیوار کا ایک حصّہ ٹوٹ جاتا ہے۔ گرنے کا دھما کا سنائی دیتا ہے اور ایک ہلکی سی درد بھری چیخ پھر ایک طویل خاموشی)

زہرہ۔ (اُٹھتی ہے روتے ہوئے) ننّھی آپا!...... ننّھی آپا!.... تم کہاں ہو؟..... مجھے ڈر لگ رہا ہے، ننّھی آپا!......

(مینارے پر اکیلی کھڑی ڈاڑھیں مار مار کر روتی ہے)

ایکٹ پنجم

منظر اوّل

(محل میں ایک برآمدہ۔ پروین اور اختر داخل ہوتے ہیں)

اختر۔ اُسے نیند آگئی ہے۔۔۔۔ طبیب جارہے ہیں، اور میں نے ہزار چاہا لیکن اُن کی گفتگو سے اُمید کا ایک لفظ بھی اخذ نہیں کرسکا، وہ ریت کے ایک ٹیلے پر گری تھی جس کو ہوا کے جھونکوں نے مینارے کے دامن میں انبار کردیا ہے گویا وہ اسی لئے تھا کہ اسے زیادہ تکلیف نہ پہونچے۔۔۔۔ وہی جگہ تھی۔ جہاں نوکروں نے اسے پڑا دیکھا۔۔۔۔ جبکہ تم اس سے گاؤں کی طرف جانیوالی سڑک پر ملنے کی منتظر تھیں۔ اس کے بیکس ننھے جسم پر کوئی زخم دکھائی نہیں دیتا۔ تاہم اُس کے لبوں سے۔۔۔۔ خون کی ایک ندی جاری ہے اور جب اُس نے آنکھیں کھولیں تو وہ مجھے دیکھکر مسکرائی۔ لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا۔

پروین۔ لیکن زہرہ؟۔۔۔۔ زہرہ کیا کہتی ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ثریا کے ساتھ تھی۔

اختر۔ میں نے اُس سے دریافت کرلیا۔۔۔۔ وہ مینارے کی چوٹی پر سردی اور خوف سے کپکپاتی ہوئی ملی تھی۔۔۔۔ وہ آنسوؤں کی لڑیاں بہاتے ہوئے بار بار یہی کہتی ہے کہ جب

ثریا قریب سے گذرنے والے پرندہ کو پکڑنے کے لئے دیوار پر جھکی ہوئی تھی تو وہ شق ہو گئی۔ ...... آج دوپہر کے بعد جب میں اس سے ملا یہاں برآمدے میں ــــــ اور وہ ٹھیک یہی جگہ تھی۔ ان ستونوں کے درمیان ــــــ تو وہ خلاف معمول کم افسردہ معلوم ہوتی تھی ...... "وہ خلافِ معمول کم افسردہ معلوم ہوتی تھی!"...... کیا یہ الفاظ ہم دونوں کو مجرم نہیں ٹھہراتے؟ ...... اور اب جبکہ میں خیال کرتا ہوں اُن تمام باتوں کا جو اُس نے ہم سے کہیں اور اُن تمام باتوں کا جو اُس نے کیں تو ہیبتناک شبہات میری رُوح پر چھا جاتے ہیں۔ اور میری زندگی کو اجیرن کر دیتے ہیں ...... محبت بھی ایسی ہی ظالم ہوتی ہے جیسی نفرت ...... اب مجھے یقین نہیں رہا مجھے یقین نہیں رہا ...... اور میرا تمام رنج و غم نفرت کی صورت اختیار کرتا جاتا ہے ...... لعنت ہو اُس حسن پر جو اپنے ہمراہ تباہی لاتا ہے ...... لعنت ہو اُس دل پر جو حد درجہ حسن و جمال کا طالب ہوتا ہے ... لعنت ہو اُس قسمت پر جو اندھی ہے اور بہری ہے ...... اور میں لعنت بھیجتا ہوں اُن الفاظ پر جو فریب دیتے ہیں اور دغا کرتے ہیں میں لعنت بھیجتا ہوں اُس زندگی پر جو زندگی کی آواز نہیں سُنتی۔

پروین ۔ اختر!

اختر ۔ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟ ......

پروین ۔ میرے ساتھ آؤ ...... مجھے اس کو دیکھنا چاہیئے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے ...... ہمیں معلوم کرنا چاہیئے ــــــ اُسنے عمداً ایسا نہیں کیا ہو گا۔ وہ کر ہی نہیں سکتی کیونکہ اس صورت میں ......

اختر۔ اس صورت میں؟

پروین۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے...... آہ...... کچھ پروا نہیں کہ کس طرح...... ایسا کرنے سے پہلے اس کے مصائب و آلام حد درجہ شدید ہو گئے ہوں گے!...... اور میں پھر کبھی اس لائق نہیں ہونگی کبھی نہیں۔ کبھی نہیں......

(وہ اختر کو جلدی سے کھینچ کر لے جاتی ہے)

منظر دوم

(ثریا کی خوابگاہ۔ ثریا اپنے بستر پر دراز ہے پروین اور اختر داخل ہوتے ہیں)

ثریا۔ (خفیف جنبش کے ساتھ) کیا یہ تم ہو پروین؟ کیا یہ تم ہو اختر؟ میں تم دونوں سے ملنے کی بہت زیادہ آرزو مند تھی۔ میں خوش ہوں کہ تم آگئے۔......

اختر۔ (زارو قطار روتے ہوئے اپنے آپ کو بستر پر گرا دیتا ہے) ثریا!

ثریا۔ کیا بات ہے؟...... تم دونوں رو رہے ہو......

پروین۔ ثریا! ثریا!...... تم نے غضب کیا؟...... آہ، میں کس قدر کمبخت ہوں!......

ثریا۔ کیا بات ہے پروین؟...... تم اس قدر دل برداشتہ کیوں ہو رہی ہو؟...... کیا میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس سے تم ناخوش ہو گئیں؟......

پروین۔ نہیں نہیں۔ میری قابلِ رحم ثریا۔ تم ناخوشی کا سبب نہیں تھیں...... یہ میں ہی ہوں

جو موت کا باعث ہوں...... یہ تو میں ہی ہوں کہ وہ سب کچھ کرنے سے قاصر رہ گئی جو مجھے کرنا چاہیئے تھا.......

ثریّا۔ میں نہیں سمجھتی پروین..... آخر واقعہ کیا ہے۔ مجھے بتاؤ تو......

پروین۔ مجھے جان لینا چاہیئے تھا ثریّا۔ جب میں نے کل تم سے گفتگو کی تھی.... تو میں سمجھتی تھی کہ میں جانتی ہوں۔ کیونکہ گذشتہ کئی دن کوئی چیز لگاتار میرے دل میں زور زور سے چلا کر کہہ رہی تھی۔ اور میں نے کچھ معلوم نہ کیا۔ اور میں نے کچھ نہ جانا، کہ آخر کیا کیا جائے۔ اگرچہ صرف ایسے معمولی سے معمولی لفظ کی ضرورت تھی جو روئے زمین کی معصوم ترین ہستی بول سکتی ہو ایک ایسی جان بچانے کے لئے جو محض زندہ رہنے کی متمنّی ہو۔

ثریّا۔ تمہیں کیا معلوم ہوا؟ مجھے بتاؤ۔

پروین۔ ثریّا! کل اور آج صبح اور پھر آج دوپہر کو جب تم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا تب مجھے چاہیئے تھا کہ تمہیں اپنی آغوش میں اس قدر بھینچتی اس قدر دبوچتی کہ وہ ارادہ ہمارے درمیان کچلے ہوئے انگور کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ مجھے اپنے دونوں ہاتھ تمہاری روح میں غرق کر دینے چاہئیں تھے اور اس موت کو کھینچ کر نکال لینا چاہیئے تھا جس کی زندگی کو میں نے اس میں محسوس کیا تھا..... مجھے محبت کے ذریعہ کچھ حاصل کر لینا چاہیئے تھا..... اور میں کچھ نہ سمجھی کہ کیا کروں۔ میں دیکھتی رہی دیکھتی رہی۔ مگر اس ضمن میں بالکل اندھی ہو گئی تھی۔ اگرچہ مجھے سب کچھ نظر آیا۔ سب کچھ!...... اس بدنصیب کا ڈنکی

حقیر ترین لڑکی ایک بوسہ تلاش کر لیتی جس سے ہمارے لئے زندگی محفوظ ہو جاتی!....... میں یا تو ناقابلِ بیان حد تک کمینی ہوں یا ناقابلِ بیان حد تک اندھی!...... یہ پہلا موقع ہے شاید کہ میں نے ایک بچے کی طرح صداقت سے گریز کیا!....... اور میں اپنے آپ پر نگاہ ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتی...... مجھے معاف کر دو ثریا میں پھر کبھی خوش نہیں رہونگی۔

ثریا۔ میری سنو پروین۔ میں بہت خوش ہوں کہ تم فوراً میرے پاس چلی آئیں کیونکہ میں محسوس کرتی ہوں کہ جلدی ہی میرا ادراک مجھ سے چھن جائے گا...... کچھ نہ کچھ چیز ہے جو میرے ہونٹوں پر بار معلوم ہوتی ہے........ لیکن اس کے بعد میں جو کچھ کہوں... میں نہیں بتا سکتی کہ میں کیا کہوں گی...... تم ان تصورات کو جانتی ہو جو مرنیوالے کے ذہن میں آتے ہیں..... میں ایک دفعہ مرنیوالے کے قریب تھی۔ اور اب میری باری ہے..... خیر اس کے بعد میں جو کچھ کہوں تم اس پر توجہ نہ دینا..... لیکن فی الحال میں جانتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں۔ اور تم اسی کو سننا اور اسی کو یاد رکھنا۔ اور صرف اسی کی...... پروین! یقیناً اب تمہارے دل میں کوئی شبہ باقی نہ ہوگا۔

پروین۔ میں کس شبہ میں مبتلا ہونگی۔ میری قابلِ رحم ثریا؟

ثریا۔ کیا۔ تمہارا یہ خیال ہے......؟

پروین۔ ہاں......

ثریا۔ کہ میں حادثتاً نہیں گری تھی؟

پروین۔ میں جانتی ہوں ثریا کہ ایسا نہیں ہوا۔

ثریا۔ ہم نے سُنا تھا پروین کہ ان کے لئے جھوٹ بولنا غیر ممکن ہی جو قریب المرگ ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ تم سے سچ سچ کہدوں ....

پروین۔ یہ مجھے معلوم تھا اس محبّت کی بنا پر جو تم کو ہم سے ہی۔ تم اس کے لئے کافی ہمّت سے کام لوگی۔

ثریا۔ یہ ایک اتفاقیہ امر تھا پروین اور میں گر گئی ـــــ کیا اختر! یہ تم ہی سُبکیاں لے رہے ہو؟

پروین۔ اب میری سُنو ثریا! ...... تم جانتی ہو کہ ہم کو سب حقیقت معلوم ہے۔ اور اگر اس لمحہ میں تم سے استفسار کروں تو وہ میرے کسی شک و شُبہ پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ صرف اسلئے ہے کہ تمہارے ...... تمہارے اندر شُبہ باقی نہ رہے.... ثریا! تم بہت ہی حسین ہو۔ اور میں تمہارا احترام کرتے ہوئے سر جُھکاتی ہوں..... وہ فعل جو تم نے اس قدر سادگی سے انجام دیا ہے حد درجہ قابلِ تحسین ہی جہانتک محبّت کا تعلّق ہی جبکہ محبّت اندھی ہوتی ہی..... لیکن میں تم سے درخواست کرتی ہوں اب اِس سے بھی زیادہ کوئی قابلِ تحسین کام کرو۔ اور میں یہ درخواست دانشمندانہ محبّت کا واسطہ دیتے ہوئے کرتی ہوں...... ہماری ہستیوں کا مکمل سُکون ہمارے لبوں کے درمیان مقفّل رہتا ہی۔

ثریا۔ تم کس سکون کا ذکر کر رہی ہو پروین؟

پروین۔ اُس سکون کا جو عمیق اور بہت مغموم ہوتا ہی۔

ثریا۔ لیکن پروین یہ میں تم کو کس طرح پہونچا سکتی ہوں؟ میرے اندر کچھ نہیں ہے......

پروین۔ تم کو ہمیں صرف اسقدر بتا دینا ہے کہ تم مرجانے کی آرزومند تھیں۔ اس خیال سے کہ اس طرح ہمیں خوش کر دوگی......

ثریا۔ پروین! میں بخوشی تم سے یہ کہہ سکتی ہوں۔ لیکن یہ غیر ممکن ہے۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ یہ خلافِ حقیقت ہے...... کیا تم تسلیم نہیں کرتیں کہ کوئی بسترِ مرگ پہ ہوتے ہوئے خلاف حقیقت کچھ نہیں کہہ سکتا؟

پروین۔ میں التجا کرتی ہوں پروین تم موت کا خیال بھی نہ کرو...... دیکھو میں تم کو پیار کرتی ہوں اور اپنی تمام زندگی تمہاری رگوں میں بھر دیتی ہوں اور تمہاری روح کو لبریز کرتی ہوں اپنی روح حیات سے!...... اگر موت قریب ہوتی تو میں اس دروغگوئی کے اظہار کو سمجھ سکتی...... لیکن موت تو کوسوں دور ہے۔ اور تمام زندگی صداقت کے لئے بیتاب ہے...... ثریا۔ اسے تسلیم کرلو۔ اور اپنا سر مت ہلاؤ۔ ایک دوسرے سے بولتے ہوئے جس طرح ہم اب بول رہے ہیں۔ کیا سمجھنے میں غلطی کا امکان ہوسکتا ہے؟

ثریا۔ اور اس کے باوجود —— پروین تم غلطی پر ہو۔

پروین۔ تو کیا ہمیں ایک دوسرے سے دور ہو کر رونا پڑیگا؟ اپنے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہونے پر بھی......

ثریا۔ تم اس کو سچ بات کیوں تسلیم نہیں کرلیتیں۔

پروین۔ ایک بچہ بھی اسے کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ کیونکہ تمہارا کوئی لفظ ایسا نہیں۔ کوئی فعل ایسا نہیں جو اس کے متضاد ثابت نہ ہوتا ہو۔

ثریا۔ تم کون سے قول و فعل کا ذکر کر رہی ہو؟

پروین۔ تم نے ہماری نانی اماں کو خدا حافظ کیوں کہا تھا؟

ثریا۔ میں اُن کو خدا حافظ کہے بغیر کبھی مکان سے باہر نہیں جاتی......

پروین۔ کیوں...... لیکن ثریا ایک ایک بات سے؟...... آہ! ایسے استفسارات کی بیچارگی —— جبکہ موت قریب آپہونچی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ صداقت بالکل قریب ہے اس کے اعماقِ قلب میں پنہاں۔

ثریا۔ تمہارے شکوک مجھے مغموم کئے دیتے ہیں پروین اور میں بہت خوشی محسوس کر رہی تھی...... میں کیا کر سکتی ہوں جس سے تمہارے شبہات رفع ہو جائیں؟

پروین۔ ثریا! ہم سے سچ بات کہدو۔

ثریا۔ لیکن وہ کونسی صداقت ہے جس کی تم متمنی ہو؟

پروین۔ یہ میں ہی تھی جس نے اپنی حماقت سے تم کو ایسا کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔

ثریا۔ نہیں نہیں ثریا! مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا۔

پروین۔ زندگی سے غم و اندوہ کے بادل دُور کرنے کے لئے صرف ایک لفظ کافی ہے اور میں ہاتھ جوڑ کر تم سے التجا کرتی ہوں کہ اس ایک لفظ کو اپنی زبان سے ادا کردو....

اگر تم چاہو تو اسے میرے کان میں کہدو۔ یا صرف آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھے ایک اشارہ کردو اور اختر کو بھی کبھی اس کا علم نہ ہوگا.......

اختر۔ پروین کا کہنا ٹھیک ہے ثریا...... میں بھی یہی درخواست کرتا ہوں.....

ثریا۔ میں جُھکی ہوئی تھی اور میں گر پڑی.....

پروین۔ تم نے کئی بار مجھ سے دریافت کیا کہ میں تمہاری جگہ ہوتی تو کیا کرتی....

ثریا۔ میں جُھکی ہوئی تھی اور میں گر پڑی۔

پروین۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ میں یہ سوال تم سے کیوں کر رہی ہوں ؟

ثریا۔ ہاں ہاں میری پروین! میں دیکھ سکتی ہوں کہ وہ بات زیادہ حسین معلوم ہوتی لیکن اُس میں صداقت نہیں ہوتی۔

پروین۔ (سسکیاں لیتے ہوئے) اے خدا! ہم معصوم محبّت کرنے والوں کے سامنے کس قدر حقیر نظر آتے ہیں۔

ثریا۔ پروین!

پروین۔ ثریا!.... کیا بات ہے ؟.... تم زرد پڑتی جا رہی ہو....... کیا تکلیف بڑھ رہی ہے۔

ثریا۔ نہیں....... یہ جوشِ مسرت ہے جس سے مجھے تکلیف پہونچ رہی ہے....

ہائیں اختر! تم تو رو رہے ہو!

اختر۔ ثریا!

ثریا۔ اس طرح مت روؤ۔ میرے پیارے اختر...... اب درحقیقت ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں...... آنسو بہانے کی کوئی ضرورت نہیں...... جلدی ہی میں اس دُنیا سے گذر جاؤنگی اور میرے لبوں پر ایک ایسا تبسمِ انبساط ہوگا کہ تم بمشکل یقین کرسکوگے کہ میں مر گئی ہوں۔ میں اس قدر خوش معلوم ہوں گی...... ہائیں! پروین! تم بھی رو رہی ہو؟ تو کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہے؟......

پروین۔ ثریا! ہمیں کامل سکون عطا کرو......

ثریا۔ میں تم کو ویسا ہی سکون دوں گی، پروین، جیسا تم نے مجھے دیا......

پروین۔ تم وہ دے تو سکتی ہو مگر دوگی نہیں......

ثریا۔ اور پھر بھی ثریا میری ہستی میں اس قدر زیادہ سکون ہے......

پروین۔ (سسکیاں لیتے ہوئے) خود خدا بھی تمہارے ساتھ غلط ہو جائے۔ ثریا!....

ثریا۔ (اس کی آواز میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے) لیکن تم کیوں جا رہی ہو میری نانی اماں نے مجھ سے کہا۔ کیوں جا رہی ہو میری بچی؟ کیونکہ مجھے ایک کنجی مل گئی ہے، نانی اماں! کیونکہ مجھے ایک کنجی مل گئی ہے......

پروین۔ ثریا!

ثریا۔ (ہوش میں آتے ہوئے) زہرہ!...... میں کیا کہہ رہی تھی؟..... مجھے بتاؤ میں نے کیا کہا تھا...... وہ سچ بات نہیں تھی...... میں نے تمہیں تنبیہ کی تھی۔

پروین۔ تم نے کچھ نہیں کہا تھا۔ کچھ نہیں...... ثریا! اپنے آپ کو پریشان مت کرو۔

ثریا۔ میں نے تمہیں تنبیہ کی تھی...... شاید میں جلدی ہی اور باتیں بھی کہہ دوں لیکن ان میں صداقت نہیں ہوگی...... تم مجھے معاف کر دینا کیونکہ میری روح میں نقاہت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ کیا میں نے نانی اماں کے متعلق بھی کچھ کہا تھا؟

پروین۔ ہاں۔

ثریا۔ ہاں، میں تمہیں بتانا چاہتی تھی۔ تم کو ان کے بازوؤں کو چھوئے بغیر انہیں اُٹھانا چاہیئے...... میں تم کو سکھا دیتی۔ لیکن وقت...... وقت اجازت نہیں دیتا۔ آہ پروین! احتیاط رکھنا......

پروین۔ (چونک کر) کیا بات ہے۔ کیا بات ہے ثریا!

ثریا۔ کچھ نہیں۔ کچھ نہیں...... وہ جا رہی ہے...... میں نے خیال کیا کہ میں ایسی باتیں کہہ رہی ہوں جن میں صداقت نہیں ہے......

پروین۔ اب میں کسی سچائی کو معلوم کرنے کی جستجو نہیں کرونگی ثریا!

ثریا۔ اپنا ہاتھ میرے مُنہ پر رکھ دینا جب میں ایسی کوئی بات کہوں جو خلافِ حقیقت ہو۔ وعدہ کرو...... وعدہ کرو...... میں تم سے التجا کرتی ہوں......

پروین۔ میں وعدہ کرتی ہوں، ثریا!

ثریا۔ (اختر سے) میں پروین سے کچھ کہنا چاہتی ہوں اختر! (اختر خاموشی سے چلا جاتا ہے) وہ افسردہ ہیں...... وہ ملول ہیں...... تم کچھ عرصہ بعد کسی نہ کسی دن اُن سے کہہ دینا......

جبکہ وہ بھول چکے ہوں..... اپنا ہاتھ میرے لبوں پر رکھدو پروین! ایک فوری تکلیف مجھ پر طاری ہو رہی ہے.......

پروین۔ مجھے بتاؤ۔ مجھے بتا دو، ثریا!

ثریا۔ میں بھول گئی کہ مجھے کیا کہنا تھا...... وہ سچ بات نہیں تھی..... جھوٹ تھا جو آرہا تھا...... اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر بھی رکھدو...... یہ اچھی بات ہو کہ وہ تمہارے ہاتھوں بند ہوں تم ہی نے ان کو کھولا تھا... یہ حقیقت ہی..... یہ حقیقت ہی۔

پروین۔ ثریا!.....

ثریا۔ (بہت نحیف آواز میں) میں..... میں جھکی ہوئی تھی اور میں گر پڑی...(وہ مرجاتی ہی)

پروین۔ (چیخ مار کر) اختر!.....

اختر۔ (ثریا کی نعش پر سسکیاں لیتے ہوئے گر پڑتا ہی) ثریا!.......

ختم شد

نرگسِ جمال

"جناب شاہد احمد دہلوی، بی۔اے (آنرز) مدیر رسالہ ساقی کی تالیف ہی اور بلجیم کے مشہور مصنف میٹرلنک کے ڈرامہ "جائزل" کا ترجمہ ہی۔ میٹرلنک کو دُنیائے ادب میں جو ممتاز درجہ حاصل ہی اس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہی کہ اس کی کتابیں کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر دُنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہیں اُسکی شہرت کا راز اُسکی تحریر کی ہمہ گیری ہی اور وہ اُن روحانی و معاشری مسائل کی عقدہ کشائی کرتا ہی جن پر نوع انسانی کی بہتری کا انحصار ہی اس کا موضوع خواہ کچھ ہی ہو لیکن اس کے پیش نظر ہمیشہ یا تو خدا کی ذات ہوتی ہی یا اس کی بہترین مخلوق انسان۔ وہ خدا کو دُنیا میں محبت اور خاکساری کی راہ اختیار کرکے ڈھونڈتا ہے، خدا کی جستجو میں وہ انسان کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور یہ سمجھتا ہی کہ انسان کی پھٹی گدڑی میں خدائی نور جلوہ ریز ہی۔ میٹرلنک کا ادبی سرمایہ بھی وہی ہی جس پر ایشیا کے اخلاقی رہنماؤں کو بجا طور پر ناز ہی۔ اس لئے اس پر ایک لحاظ سے مشرق کا حق تھا۔ جو شاہد احمد صاحب کے ترجمے سے وصول ہوگیا ہے، اُنھوں نے یہ فرض کچھ اس خوش اسلوبی سے انجام دیا ہی کہ میٹرلنک کے لئے شکایت کی وجہ نہیں چھوڑی"۔ (ادبی دُنیا)

قیمت مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ ساقی بُک ڈپو۔ دہلی،

مرزا عظیم بیگ چغتائی کی کتابیں

کولتار۔ اس کے بعض حصّے ہنسانے والے، بعض رُلانے والے اور بعض نہایت پُراسرار ہیں۔ قیمت دو روپے۔ (عا/)

ویمپائر۔ ایک دوشیزہ کی عصمت ریزی کا عجیب و غریب دردانگیز و مضحکہ خیز قصہ۔ قیمت عا/

شریر بیوی۔ ایک شوخ و شنگ لڑکی کی داستان جس کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)

فل بوٹ۔ حسن و عشق کا بے حد دلچسپ مختصر ناول۔ جذبات و تاثرات کا دلاویز مُرقع۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)

روح ظرافت۔ صحیح معنوں میں ظرافت کی روح ہے آٹھ نہایت دلکش افسانوں کا مجموعہ قیمت عہ/ ۱۲/ مجلّد

روح لطافت۔ جذبات لطیف کی روح ہے آٹھ بیحد دلچسپ و عبرت انگیز افسانے۔ قیمت عہ/

کمزوری۔ ایک عورت کی کمزوری کی عبرتناک داستان۔ قیمت دو روپے (عا/)۔

مرزا جنگی۔ لکھنؤ کی پرانی تہذیب اس دلاویز ڈرامہ میں دیکھکر ہنستے ہنستے لوٹ جائیے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/) قسم دوم ۔۶/

چینی کی انگوٹھی اور لوٹے کا راز۔ ایک صاحب کی ہنسانے والی سرگذشت اور ایک خاتون کی دردانگیز سوانح حیات کا پُرلطف افسانہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

دیکھا جائیگا۔ شائقین کے بیحد اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ خوبصورت جلد۔ قیمت ایکروپیہ (عہ)

"مطبوعات ساقی بک ڈپو"

نجمہ نوری۔ ماں کی مامتا سے متعلق ایک دلدوز تمثیل جس کو پڑھ کر آپ اپنے آنسو نہ روک سکیں گے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

چندرا موہنی۔ حسن و عشق کی داستان جگر پاش۔ محبت کے لطیف جذبات کا حسرتناک انجام۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

سلمیٰ۔ شہرۂ آفاق ادیب آسکر وائلڈ کی مشہور تمثیل "سالومی" کا لاجواب کامیاب ترجمہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

چار چاند۔ حضرت ناصر نذیر فراق مرحوم کا مجموعہ مضامین۔ دلی کی نتھری ستھری بول چال کا اعلیٰ نمونہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

اخوان الشیاطین۔ سات سائنٹفک افسانوں کا بیحد دلکش مجموعہ۔ اسکے مطالعہ میں آپ کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ؍)

تعلیم زدہ بیوی۔ اس ڈرامہ کو پڑھ کر آپ اپنی ہنسی نہ روک سکینگے عبرت انگیز انجام۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍)

ملنے کا پتہ

ساقی بک ڈپو، دہلی۔